حسین
حسین

شاعر اہل بیت

سید عمرآن حیدر گردیزی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

مطبوعات سید عمران حیدر گردیزی

تصانیف سید محمد حیدر گردیزی

☆ عرشِ عزا ☆ شیرازۂ رسولؐ

تصانیف سید عمران حیدر گردیزی

☆ دیوارِ اشک ☆ علیِ اعلیٰ

☆ گلدستۂ نور ☆ حسین حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَسین حُسین علیہ السلام

☆......☆......☆

شاعر اہلبیتؑ

سید عمرآن حیدر گردیزی

ضابطہ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب: حُسنِ حُسین علیہ السلام
مصنف: سید عمرانؔ حیدر گردیزی
تاریخ اشاعت: اکتوبر 2011ء
پبلشر: سید عمرانؔ حیدر گردیزی
تزئین وطباعت: الکتاب گرافکس ملتان
سرورق: ابومیسون اللہ بخش
قیمت: -/300روپے

رابطہ

☆ کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ۔۔۔۔۔ 061-4510444
☆ مکتبۃ الحسین باب العلوم نواں شہر ملتان۔ 03136141412

انتساب

بحضورِ پُرنور

حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام

ومعصومین صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیۡهِمۡ اَجۡمَعِیۡن

حُسینؑ نام ہے ایسا کہ حُسن شرمائے
’زبر‘ کو ’پیش‘ کیا تو ’حُسینؑ‘ کہلائے

☆..........☆

سپاس نامہ

الحمدللہ شکراً لصاحب الزمانؑ

اللھم صل علی محمد وآل محمد

میں اپنی والدہ صاحبہ، بیگم، بیٹوں اور احباب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میرے کلام کو سراہا اور میری حوصلہ افزائی کی۔

☆☆☆☆☆

جناب پروفیسر سید اصغر علی شاہ صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میرے کلام کو پڑھا اور داد دی۔

☆☆☆☆☆

ترتیب

01 حمد 9
02 نعت 12
03 کربلائے معلی 14
04 شہزادہ علی اکبر علیہ السلام 23
05 شہزادہ علی قاسم علیہ السلام 29
06 شہزادہ علی اصغر علیہ السلام 34
07 شہزادگان عون و محمد علیہم السلام 42
08 علم 51
09 جناب بی بی سیدہ سلام اللہ علیھا 59
10 حضرت امام عصر علیہ السلام 66
11 بی بی فضہ سلام اللہ علیھا 72
12 بی بی سکینہ سلام اللہ علیھا 82
13 شہزادہ علی اکبر (بعد شہادت بین) 86

14 حضرت امام حسین علیہ السلام 90
15 حضرت غازی سرکار علمدار علیہ السلام 97
16 حضرت مولا عباس علمدار علیہ السلام 108
17 بی بی زینب سلام اللہ علیھا 120
18 نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے؟ 155
19 جنگِ امامِ حسین علیہ السلام 185
20 السّلام 190
21 حضرت امام زمانہ علیہ السلام 193
22 عیدِ غدیر 195
23 امام حسین علیہ السلام 201
24 قطعات 203

* * *

حمد

دیکھتی آنکھیں رہی ہیں صورتیں انوار کی
بانٹتی ہر اک زباں ہے طاقتیں اقرار کی
نعرۂ حق ہوگئی ہیں عادتیں اظہار کی
جم گئیں فکری زمیں پر محفلیں آثار کی
ہے اٹھا دستِ عقیدت سے علم توحید کا
جل گیا دل میں دیا ہے اب نیا امید کا

آج بھی ہر اک گلی میں آج بھی ہر اک جگہ
سر جھکا کے رو رہا ہے رات دن کا قافلہ
ہے زمیں کی ہر ادا کا آسماں عقدہ کشا
ہر زباں میں ہے جہاں بھی ہوگیا نوحہ سرا
کس طرح دیکھے خدا کو کس طرح پائے اُسے؟
ہے کہاں تک وہ جدا کہ ڈھونڈ کے لائے اُسے؟

ہے زمیں ماتم کناں، ہے آسماں بھی غمزدہ
ہر کسی کی آس ہے وہ ہر کسی کا آسرا
سب اسی کی ہے نظر میں جو بھی ہو اب ماجرا
رہ گیا دستِ خدا مشکل کشا حاجت روا
آسماں کی وسعتیں ہیں اس کی قدرت کے نشاں
ہیں زمیں کی دھڑکنوں میں اس کی عظمت کے نشاں

ہے ہواؤں کے سفر میں گونجتی اس کی ثنا
ہے ضیاؤں کے قمر میں پھیلتی اس کی ضیا
ہے دعاؤں کے اثر میں تیرتی اس کی رضا
ہے خلاؤں کے نگر میں جھانکتی اس کی ذکا
ہے جو صانع گر جہاں کا ہر جگہ موجود ہے
وہ خدا معبود ہے مسجود ہے مشہود ہے

کس قدر رہتی تقدس کی نظر ہے موجزن
کس قدر روشن دلوں کی، سج گئی ہے انجمن
کس قدر اترے فلک سے ہیں حروفِ گلبدن
کس قدر کاغذ قلم کو مل گئے ہیں پیرہن
چھا گئی ہر سو تبسم کی حیا کی روشنی
پُر فضا ہے سب تکلم کی ضیا کی روشنی

شوکتیں اس پہ تصدق عظمتیں اس پہ فدا
برکتیں اس کی ضیائیں رفعتیں اس کی عطا
دھڑکنیں اس کا ہی نغمہ حرکتیں اس کی صبا
سطوتیں اس کی فضائیں حشمتیں اس کی ضیا
وہ خدا ہے جس کی خاطر زندگی کی شان ہے
اس خدا کا ہی تو سجدہ عظمتِ انسان ہے

نعت

علم آنکھیں ہے جھپکتا صورتِ اظہار میں
ہے قلم پھرتا ہوا پھر کوشش دیدار میں

ہیں نبوت کی عطائیں اس قلم پر مہرباں
رک کے یاں جبریلِ فن ہے سجدہ سرکار میں

کر رہا تعریف تیری ہر گھڑی ہے لامکاں
تو رہا قرآن کے بھی ذہن میں افکار میں

جب کیا نصرت کا وعدہ عالمِ ارواح میں
پھر کہاں بدلے کوئی اقرار کو انکار میں

کس قدر رحلِ زبانِ لامکاں پر تو رہا
سرعتوں سے چھاگیا قرآں صفت گفتار میں

کمرۂ دینی بنا ہے خشتِ حرفی سے یہاں
تیری الفت کا مسالہ ہے چنا دیوار میں

بھیجتا ہوں شعر میں بھی خلد میں یا مصطفیٰؐ
پیکرِ خوشبو ہیں بنتے یہ گل و گلزار میں

سر پہ ہے سایہ فگن اس نعت کا دستِ شفا
ہوگیا محفوظ ہوں آلام کے بازار میں

دین کے کمرے میں رہ کے ہوگیا مدحت سرا
چہرۂ شرعِ الٰہی مل گیا انوار میں

میرے کالم عرش پر عمراںؔ ہیں بٹتے رہے
نام میرا چھپ چکا ہے دین کے اخبار میں

کربلائے معلیٰ

کربلا سورۂ وحدت کربلا آیہ مبین
کربلا قلبِ امامت کربلا روشن جبین
کربلا طرزِ مشیّت کربلا صنفِ حسین
کربلا دشتِ عقیدت کربلا طورِ یقین
کربلا کے راستوں میں نور کی محراب دیکھ
کربلا کی خاک میں ہر سُو گہر نایاب دیکھ

کربلا لہرِ مصیبت کربلا بحرِ امان
کربلا دستِ کرم ہے کربلا اونچا نشان
کربلا فطرت کا لہجہ کربلا لحنِ گمان
کربلا جائے معلیٰ کربلا رفعت جہان
کربلا کے ہاتھ میں چمکے رسالت کے نگیں
کربلا میں آج ہیں رہتے امامت کے امیں

کربلا حُسنِ بلاغت کربلا علمِ کلام
کربلا حکمِ الٰہی کربلا اس کا پیام
کربلا خیموں کی بستی کربلا غم کا نظام
کربلا روحِ حقیقت کربلا عمرِ دوام
کربلا سندر جہاں سے کربلا اوجِ کمال
کربلا شوکت کا باعث کربلا وجہِ جمال

کربلا سے کررہی ہے زندگی جاں کو وصول
کربلا ہے دین کا کعبہ شریعت کا اصول
کربلا میں ہی رہی ہے ہر دعا ہر دم قبول
کربلا ہے آسماں سے نور کی جائے نزول
کربلانے نور کی بخشش جو ہے چادر تمام
کربلا سے ہوگیا روشن وہیں سورج تمام

کربلا تسکیں بدن کی کربلا توقیرِ جاں
کربلا اسمِ معظم کربلا تاثیرِ جاں
کربلا لہرِ مقدر کربلا تدبیرِ جاں
کربلا خوں کا مرقع کربلا تحریرِ جاں
کربلا میں ایک سجدہ کر گئے میرے امام
کربلا ہی کے توسط سے ملا اس کو دوام

کربلا سے ذکرِ اعلی پا گیا ربِ جلیل
کربلا ہے پیکرِ صبر و رضا حسنِ جمیل
کربلا میں سر کٹا کے دے گئے سب کو دلیل
ہو نہیں سکتا کبھی سجدہ امامت کا قلیل
کربلا ماتم کناں ہے کربلا سوزِ جنوں
کربلا آرام راتیں کربلا روزِ سکوں

کربلا میں حق و باطل کے مزاجوں کی تھی جنگ
کربلا میں حق کے آگے ہو گیا جبروت دنگ
کربلا کی گود میں ہیں سب امامت کے ہی انگ
کربلا سے تو ابھرتے ہی رہے سجدوں کے رنگ
کربلا ماتم کناں ہے کربلا حزن و ملال
کربلا وقتِ خدا ہے لا نہیں سکتا زوال

کربلا مخفی جگہ ہے کربلا ظاہر مقام
کربلا میں بھوک سے بے تاب ہے میرا امام
کربلا میں کٹ گئی آلِ رسالت ہی تمام
کربلا میں دن بھی رویا کربلا میں روئی شام
کربلا میں جم گئیں تصویریں ان حالات کی
کربلا کے ساتھ ہیں تقدیریں ان اوقات کی

کربلا ہے قحطِ سالی کربلا بچوں کی پیاس
کربلا میں ہی تو پنہاں ہے سکینہؑ کی اساس
کربلا ہے جائے غربت کربلا زینبؑ کی آس
کربلا کی ہے حسینؑ ابن علیؑ سے ہی شناس
کربلا کے ہاتھ میں رب کا علم ہے پاسباں
کربلا کی خاک کا سرمہ رہا ہے حرزِ جاں

کربلا باب فضیلت کربلا صحن قبول
کربلا لہجہ علیؑ کا کربلا لحنِ رسولؐ
کربلا حسن قیادت کربلا دیں کا اصول
کربلا طرز شرافت کربلا اس کا حصول
کربلا فکرِ حسینؑ کربلا ذہنِ بتولؑ
کربلا ذکرِ ولایت کربلا صحنِ رسولؐ

کربلا فضل و شرافت کربلا عظمت کا گھر
کربلا قبلہ کی نسبت کربلا قدرت کا زر
کربلا برجِ شرف ہے کربلا جنت کا سر
کربلا دارالشفاعت کربلا رحمت کا در
کربلا محور نظر کا کربلا ہے فکرِ دل
کربلا دستِ عقیدت کربلا ہے ذکرِ دل

کربلا کی خاک میں شامل رہا دل کا سرور
جو یہاں پر آگیا بخشا گیا ہے وہ ضرور
کربلا میں ہر طرف پھیلا رہا رب کا جو نور
کربلا کے ذہن میں شامل بہاروں کا غرور
کربلا کے ناز پرور رہ گئے سب آسمان
کربلا کی ہی تو جنت بن گئی ہے پاسبان

کربلا کے سر پہ ہے تاجِ شفائے انس وجاں
کربلا گوہر نظر کا کربلا مقصودِ جاں
کربلا پیمان رب کا کربلا مسجودِ جاں
کربلا جلوہ نفس کا کربلا بہبودِ جاں
کربلا آئینۂ کردار کی ضربِ المثال
کربلا پر ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ خود ہی نہال

کربلا روحِ حقیقت کربلا جسمِ کتاب
کربلا جائے حسینؑ کربلا جنّت شباب
کربلا یوم قیامت کربلا رمزِ ثواب
کربلا وجہِ محرّم کربلا گریہ مآب
کربلا میں آج بھی رہتے فرشتے ہیں ملول
کربلا میں ہیں عوام الناس پہ راضی بتولؑ

کربلا روزِ منوّر کربلا مہرِ قدیر
کربلا صبحِ درخشاں کربلا شامِ منیر
کربلا روزِ محبت کربلا الفت ضمیر
کربلا کی خاک میں لپٹا رہا نوری سفیر
کربلا میں ہے حسینؑ مجلسوں کا انعقاد
کربلا میں ہے حسینؑ ولولوں کا اجتہاد

کربلا داور کا وعدہ کربلا ہے حق نیوش
کربلا قلبِ مودّت کربلا جذبے کا جوش
کربلا صحرائے ایماں کربلا دیں کا خروش
کربلا قیمت عدن کی کربلا جنت فروش
کربلا آسودگی بے چارگی درماندگی
کربلا حیرانگی فرزانگی درماندگی

کربلا عرشِ معلّٰی کربلا اونچا مقام
کربلا جسمِ نبوت کربلا خونِ امام
کربلا تکریم سازی کربلا عفت تمام
کربلا شرعِ الٰہی کربلا حق کا نظام
کربلا رہبر جہاں کا کربلا دیں کا سفیر
کربلا جائے اماں ہے کربلا جائے کبیر

کربلا نشر و اشاعت کربلا اخبارِ دیں
کربلا پنہاں و مخفی کربلا اسرارِ دیں
کربلا ماتم کی جنبش کربلا اظہارِ دیں
کربلا جانِ صداقت کربلا اقرارِ دیں
دفن ہیں قرآن کے پارے تبھی روشن زمین
حضرت عمرانؑ کی اولاد کا مسکن زمین

شہزادہ علی اکبر علیہ السلام

اکبرؑ چمک دمک میں رسالت کی کہکشاں
اکبرؑ بہت حسین ہے حیران ہے گماں
اکبرؑ کی گردِ پا کے تصدق رہے جہاں
اکبرؑ حسینیت کا سمندر ہے بیکراں
شبیرؑ کے چمن کا یہی شاہکار ہے
اس کی ثنا میں گردشِ لیل ونہار ہے

جھپکی نظر نظر تھی اسی کے جمال سے
ششدر یہ کل زمان تھے رب کے کمال سے
زندہ رہے حسینؑ بھی اس کے خیال سے
کل ہاشمی ہی رہ گئے اس پر نہال سے
طشتِ نظر میں جو سوغات آگئی
بے ساختہ زبان پہ صلوات آگئی

اکبرؑ کی ذات ہوگئی شبیرؑ کا چمن
اکبرؑ کی شان سے ہے امامت کی ہر پھبن
اکبرؑ کا ہر سخن بنا ایمان کا وطن
اکبرؑ نظر میں رسالت کا بانکپن
قرآں کے ہر کلام کا اکبرؑ اثر رہے
ان پر نثار حضرتِ خیر البشر رہے

اکبرؑ کی ہر ادا پہ ہے قربان تمکنت
اکبرؑ پہ ہی نثار ہے یہ دیں کی مملکت
اکبرؑ کے ہی خیال سے اعلیٰ ہے آخرت
اکبرؑ سے ہی سنور گئی ہر اک کی عاقبت
مومن کا دوجہاں میں سہارا یہی رہا
بحرِ نجات کا بھی کنارا یہی رہا

اکبرؑ کے دم سے آج بھی ہر سُو نکھار ہے
شبیرؑ کے چمن میں اِسی سے بہار ہے
اس چاند پر تو چاند فلک بھی فگار ہے
اکبرؑ کے ہر قدم پہ ہی زینبؑ نثار ہے
شاگرد جس جری کا ہے واقف جہان ہے
اکبرؑ اذاں میں آج بھی رہتا جوان ہے

تھا کاغذِ ہوا پہ جو الفاظ رولتا
حرفوں کو دے مٹھاس سماعت میں گھولتا
رطبُ اللسان ہو کے یہ اسرار کھولتا
جب لہجۂ نبیؐ میں فصاحت سے بولتا
سنتے تھے اہلبیتؑ بھی کتنے ثواب میں
اسرار کھولتی تھی رسالت شباب میں

دیکھے اسے زلیخا جوانی فدا کرے
مریمؑ کا بس چلے تو نشانی فدا کرے
یعقوبؑ بھی پسر کی کہانی فدا کرے
آواز نوحؑ اپنی سہانی فدا کرے
زینبؑ نے جو پالا تو خدائی سے بچایا
اکبرؑ کو زلیخا کی ثنائی سے بچایا

اکبرؑ سے ہی تو ذکرِ رسالت مآب ہے
اکبرؑ ہی تو ازل سے وجودِ ثواب ہے
اکبرؑ سے ہی تو دین کا رنگِ شباب ہے
اکبرؑ امام وقت کے دل کا جواب ہے
اکبرؑ ہی باغ خلد میں موجِ نعیم ہے
اکبرؑ حسینیت کی جو عقل سلیم ہے

اس کے کرم کا ہو نہیں سکتا شمار ہے
سورج تو اس کے سائے پہ رہتا نثار ہے
پانی کی لہر لہر میں اس کا حصار ہے
ہر بے قرار دل کو اسی سے قرار ہے
جنت اسی کے حسن کا صدقہ بنی رہی
معراج اس کے نام کا درجہ بنی رہی

رطبُ اللّساں زبانِ امامت سدا رہی
اس کے بیان پہ ہے فصاحت فدا رہی
اس کے ہی تو طواف میں ہر دم حیا رہی
اس کی ادا ادا پہ حقیقت فدا رہی
اس کی جھلک جھلک میں رسالت کی روشنی
اس کی دمک دمک میں امامت کی روشنی

روتا ملا فراق میں جب سے حسینؑ ہے
اوجھل نظر سے ہوگیا وہ دل کا چین ہے
کربل سے پھیلتا گیا یہ شوروشین ہے
ترخون میں لباسِ شبہ مشرقین ہے
اشعار سب ہی رو پڑے فقرات جل اٹھے
اکبرؑ تری جدائی میں جذبات جل اٹھے

* * *

شہزادہ علی قاسم علیہ السلام

ہونٹوں پہ رنگِ آہ کی سرخی لگی رہی
خوں میں ہے اس کی چاہ کی سرخی لگی رہی
لہجے میں ہے کراہ کی سرخی لگی رہی
دل میں مگر نیاد کی سرخی لگی رہی
ہے موت کے نگر میں جو اعلان سے گیا
دولہا وہ کربلا میں عجب شان سے گیا

میدان میں حسنؑ کا وہ گل پیرہن گیا
قصرِ دلِ مزاج کا باب سخن گیا
لے کر جلو میں ساتھ وہ رنگیں چمن گیا
مہکے ہوئے چمن کا وہ گل پیرہن گیا
اپنی مہک خیام میں آباد کرگیا
ساری ہی اہلبیتؑ کو ناشاد کرگیا

رخصت ہوا خیام سے قاسمؑ سا ہمسفر
دلہن بڑی خموش تھی تھامے ہوئے جگر
آنسو چھپا چھپا کے رہی پونچھتی مگر
حالت تباہ، شرم سے روتی تھی الحذر
اس حال میں خیال تھا مولا کے چین کا
اک لفظ بھی تو ہونٹ سے نکلا نہ بین کا

وہ نورِ آفتاب سا دل میں بسا رہا
وہ عزمِ بے حساب سا دل میں چھپا رہا
وہ ذکرِ ماہتاب سا دل میں دبا رہا
وہ جوشِ انقلاب سا دل میں اُٹھا رہا
چپ چاپ روتی رہ گئی بیٹی حسینؑ کی
کس طرح درد سہہ گئی بیٹی حسینؑ کی

اک شور تھا خیام میں ہائے حسنؑ حسنؑ
بجھنے کو جا رہی ہے ضیائے حسنؑ حسنؑ
ہائے بکھر رہی ہے ادائے حسنؑ حسنؑ
ناپید ہو رہی ہے قضائے حسنؑ حسنؑ
جانے کوئی نہ دو اسے ٹوکو دلیر کو
کوئی خدا کے واسطے روکو دلیر کو

زینبؑ تڑپ تڑپ کے یہ کرتی رہی بُکا
کمسن بھی ہے صغیر ہے دلگیر مہ لقا
مغلوب ہے یہ پیاس سے معصوم بے نوا
کیسے اُٹھا سکے گا یہ شمشیر یا خدا
کمزور ہاتھ پاؤں ہلا سکتے ہی نہیں
پاؤں تو وہ رکاب میں جا سکتے ہی نہیں

اتنے قلیل سن میں یہ صدمہ عظیم ہے
دل میں مگر جہاد کا عزمِ صمیم ہے
بے باک ہے جری ہے بہادر کریم ہے
پوتا جو ہے علیؑ کا نڈر ہے حلیم ہے
پل میں صفیں الٹ دے ہے پُر جوش اس قدر
بے آب ہے مگر رہا با ہوش اس قدر

رہوار چل پڑا تو یہ ہر سُو فغاں رہی
تیزی تھی یوں کہ آنکھ سے صورت نہاں رہی
ہوتی خجل تھی برق کہ طاقت کہاں رہی؟
واں معترف اجل تھی نہ جائے اماں رہی
ہر اک پرے کو کاٹ کے رہوار چل پڑا
واں موت سرنگوں رہی سردار چل پڑا

پھیلا قدم قدم پہ جو دریائے جوش تھا
بے خوف سا جہاد میں وہ سرفروش تھا
بادل جلال کا تھا مگر وہ خموش تھا
اُبھرا ہوا زمین سے ڈر کا خروش کا
پلٹے جدھر تو فوج کے چہرے اُتر گئے
سرے وہاں حیات کے سہرے اتر گئے

* * *

شہزادہ علی اصغر علیہ السلام

اُترا خزاں کی نہر میں بیڑا حسینؑ کا
محروموں کی گود میں جلوہ حسینؑ کا
میدان میں رہا وہی چرچا حسینؑ کا
بیمار ہے ضعیف ہے بیٹا حسینؑ کا
اصغرؑ تو شیر خوار ہے جو کہ چلا نہیں
جُز عابدؑ حسین کے کوئی بچا نہیں

اب دیکھیے حسینؑ ہیں لاتے کسے کسے؟
گھاؤ شدید تر ہیں دکھاتے کسے کسے؟
آواز درد کی ہیں سناتے کسے کسے؟
تنہائی میں ہیں آج بلاتے کسے کسے؟
گہنا گیا ہے آج یہ سورج بتولؑ کا
اجڑا ہوا گھرانہ رہا ہے رسولؐ کا

طالع ہوا خیام سے جلوہ حسینؑ کا
لپٹا ہوا تھا ہاتھ میں توشہ حسینؑ کا
سینے سے تھا لگا ہوا تمغہ حسینؑ کا
ہاتھوں پہ ہی بلند تھا کعبہ حسینؑ کا
اصغر کو لا رہے تھے بڑے احترام سے
دینے خدا کے ہاتھ میں یوں اہتمام سے

اتنے صغیر سن میں یہ طاقت صغیر کی
بے مثل و بے نظیر ہے شوکت صغیر کی
کتنی نڈر رہی ہے طبیعت صغیر کی ؟
قدرت یہ دیکھتی رہی جلوت صغیر کی
بیٹھا رہا سکون سے راحت ہے چین ہے
بچہ تو ہے پہ راکبِ دستِ حسینؑ ہے

معصوم شیر خوار ہے دستِ حسینؑ پر
بے مثل شاہکار ہے دستِ حسینؑ پر
یہ کیسا شہسوار ہے دستِ حسینؑ پر
یا ایک کوہسار ہے دستِ حسینؑ پر
آمد رہی صغیر کی قرآن کی طرح
دستِ حسینؑ بن گئے جزدان کی طرح

دستِ کبیر پر رہی جلوت صغیر کی
شبیرؑ دیکھتے رہے صورت صغیر کی
تکتے تھے انہماک سے رنگت صغیر کی
شبیرؑ کی زباں پہ تھی مدحت صغیر کی
تقدیر لا رہے تھے جو دیں کے اصول کی
تصویر ہوگئے تھے مجسم رسولؐ کی

روداد اشتہائے اطاعت کو دیکھیے
پیمانِ ارتقائے عبادت کو دیکھیے
تصویرِ رہنمائے شجاعت کو دیکھیے
جذباتِ انتہائے شہادت کو دیکھیے
شہزور اس قدر ہے نہ ٹوکا حسینؑ کو
گردن پہ تیر روک کے دیکھا حسینؑ کو

اس عمر میں فدا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
ہر فکر سے جدا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
دل کا بہت بڑا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
اللہ کی رضا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
کتنے شدید کرب سے گزرے حسینؑ ہیں
ہائے عظیم ضرب سے گزرے حسینؑ ہیں

منزل کا رہنما ہے یہ بچہ حسینؑ کا
تاجِ سرِ وفا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
ہاں صاحبِ عزا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
مشہور مہَ لقا ہے یہ بچہ حسینؑ کا
خوش رُو و خوش جمال ہے معصوم بے گنہ
خوش خو و خوش نہال ہے مظلوم بے گنہ

اے حرملہ صغیر کو مارا کہاں کہاں ؟
نازک گلے پہ تیر کو مارا کہاں کہاں ؟
بے شیر بے نظیر کو مارا کہاں کہاں ؟
اُس قحط کے اسیر کو مارا کہاں کہاں ؟
اے نابکار تیر وہ چھوڑا کہاں پہ ہے ؟
نازک گلا وہ دیکھ کہ توڑا کہاں پہ ہے ؟

ٹوٹا شمر تو کانپتا دیکھا گیا شجر
تاریکیوں میں ڈھانپتا دیکھا گیا قمر
چادر غموں کی تانتا دیکھا گیا ضرر
شاکی نظر سے ہانپتا دیکھا گیا اثر
چہرہ پسر کے خون سے دھو کر حسینؑ نے
دیکھا فلک کو یاس سے رو کر حسینؑ نے

دے کر خزاں کے ہاتھ میں گل کو شہہ زمن
خود یہ کہا حسینؑ نے رو کر یہی سخن
کس کی نظر ہے کھا گئی میرا ہرا چمن؟
صرصر کی زد میں آ گیا ہائے یہ گل بدن
آواز ''الحفیظ'' کی آئی ہجوم سے
غنچہ چٹک کے گر گیا بادِ سموم سے

تجھ پہ مرے صغیر تو قربان ہے حسینؑ
تیرے بنا جہان میں بے جان ہے حسینؑ
جس کا جہاں رہا نہیں سلطان ہے حسینؑ
قربان کس طرح ہوا حیران ہے حسینؑ ؟
شرمندگی ہے خون سے تیرِ کبیر کو
نازک گلے سے تیرے خجالت حریر کو

اصغرؑ ترے گلے کا ہے کٹنا نگاہ میں
تیرِ ستم سے جلد کا پھٹنا نگاہ میں
ہے کربلائے قلب کا گھٹنا نگاہ میں
شبیرؑ سے جری کا وہ ہٹنا نگاہ میں
ناوک وہ تین بھال کا نازک گلا ترا
ہاتھوں پہ تو جسد تھا پہ سر تھا جدا ترا

عمرانؔ ہے دعا رہے شبیرؑ کا چمن
نورِ خدا کے نور کی تنویر کا چمن
شبیرؑ کے صغیر کی تشہیر کا چمن
کھلتا رہے حسینؑ کی تاثیر کا چمن
اے مومنو حسینؑ کا لٹنا نہ بھولنا
بے شیر کے وہ ساتھ کا چھٹنا نہ بھولنا

* * *

شہزادگان عونؑ و محمد علیہم السلام

آمد ہوئی تو فوج کو احساس ہو گیا
اکبرؑ کے ساتھ آج ہے عباسؑ ہو گیا
طاری دلوں پہ خوف سے افلاس ہو گیا
لشکر بے کہ موت کا وسواس ہو گیا
ہاتھوں پہ ہیں عذاب کی بارش لیے ہوئے
زیر قدم زمین کی گردش لیے ہوئے

ہر ایک سوچتا تھا کہ نوری لباس ہیں
معصوم کس قدر ہیں یہ کتنے اداس ہیں
کس ماں کے یہ پسر ہیں یہ کس کی اساس ہیں
ایسے غضب کے حال میں بھی باحواس ہیں
بے باک ہیں نڈر ہیں بہادر دلیر ہیں
انداز کہہ رہے ہیں کہ شیروں کے شیر ہیں

اس موت کے لباس میں معصوم الاماں
اس خوف میں ہراس میں معصوم الاماں
بکھری ہوئی بھڑاس میں معصوم الاماں
اس دشمنی سپاس میں معصوم الاماں
معصوم سے رخوں پہ وہ تیور بھلے بھلے
پہنے ہوئے وہ جنگ کے زیور بھلے بھلے

ہے نیمچوں کے پیٹ میں آتش بھری ہوئی
لشکر کو کاٹنے کی ہے خواہش بھری ہوئی
دونوں کے ہے مزاج میں رنجش بھری ہوئی
ابرو کے ہر اشارے میں کاوش بھری ہوئی
ماتھوں پہ ہیں جلال کے تیور لیے ہوئے
ہاتھوں میں ہیں کمال کے زیور لیے ہوئے

بولے یہ عونؑ ہم ہیں شجاعت کے آسماں
نکلے ہمارے گھر سے عبادت کے کارواں
ہم ہی تو ہیں جہاں میں امامت کے سائباں
ہم سے تنے ہوئے ہیں قیادت کے بادباں
چاہیں تو رات روک دیں دن کی جبین پر
چاہیں اگر تو دھوپ ہو روئے زمین پر

بولے کہ ہم ہی سطوتِ پروردگار ہیں
دنیا میں بے نظیر ہیں ہم نامدار ہیں
رُخ سے ہمارے نور رہے آشکار ہیں
جبریل بھی ہمارے ہی خدمت گزار ہیں
بچپن سے ہیں سنی ہوئی قرآں کی لوریاں
رحمتیں ہمارے ساتھ ہیں ایماں کی ٹولیاں

سرسبز ہم نے کی ہیں صداقت کی وادیاں
چھائی رہیں جہاں پہ وجاہت کی سرخیاں
کاٹیں فراستوں سے جہالت کی بیڑیاں
ہم سے ہی خوشنما ہیں فراست کی گھاٹیاں
ہم نے دکھا دیے ہیں شرافت کے راستے
ہم نے سجا دیے ہیں شہادت کے زاویے

مرضی ہماری مرضیٔ رحمان ہو گئی
کشتی ہماری کشتیٔ قرآن ہو گئی
خوبی ہماری خوبیٔ ایمان ہو گئی
شاہی ہماری شاہیٔ یزدان ہو گئی
دنیا عدم تھی باعثِ دم ہے عَلَم بنا
ہم جس جگہ پہ آئے وہ رب کا حرم بنا

ہر دن جو شب کی گود سے نکلے ہرا رہے
پیکرہمارے نور سے اس کا بھرا رہے
خورشید کی نگاہ سے سایہ دھرا رہے
اس واسطے وہ نور بھی اس کا کھرا رہے
دیکھے جو آنکھ بھر کے ہماری طرف یہیں
فوراً ہی نور آنکھ کا ہوگا تلف یہیں

دو بجلیاں سی تھیں کہ جو سر پہ برس گئیں
روحیں اڑیں تو کاٹ کے تار تنفس گئیں
توڑا بدن کی جیل کو تا بہ نفس گئیں
بپھری ہوئی تھیں غیظ میں زیر فرس گئیں
سرعت وہ تھی کہ آنکھ بھی تکتی کہیں نہ تھی
طاقت وہ تھی کہ تیغ سے رکتی کہیں نہ تھی

نعرے وہ تھے کہ کان تھے پھٹتے فشار سے
کیسے رکیں حصار سے کیسے قطار سے ؟
گھوڑے اُڑا اُڑا کے تھے لڑتے ہزار سے
صف صف کو وہ گرا کے تھے مڑتے وقار سے
چھوتے نہیں تھے پیر بھی ان کے رکاب کو
ڈھاتے رہے ہیں فوج پہ ایسے عذاب کو

ظلمت کے ہاتھ کاٹ کے تیغ شرر اٹھی
ڈر کر اسی کے ساتھ ہی ہر اک نظر اٹھی
ہٹتی کہیں نگاہ تھی اس پہ اگر اٹھی ؟
پتلی جھپک سکی نہ جو بار دگر اٹھی
لپکی تو سر کو کاٹ کے وہ شعلہ خو گئی
بجھتی ہوئی نگاہ کی ہر سو وہ بو گئی

جب سن سے بدخصال کے سر پر جھپٹ گئے
گھوڑے بدک بدک گئے لشکر پلٹ گئے
رستے یمیں یسار کے ڈر سے سمٹ گئے
کچھ کے جگر بھی پھٹ گئے کچھ سر بھی کٹ گئے
اک شور تھا کہ ہائے یاں جائے مفر نہیں
آتی کہیں سے موت ہے کوئی خبر نہیں

چلایا ابنِ سعد کہ ممتاز اڑ گئے
کیسے جھپٹ جھپٹ کے وہ شہباز اڑ گئے
دستے بچھا بچھا کے وہ جانباز اڑ گئے
پیاسے لڑے تو مار کے ہمراز اڑ گئے
آیا کوئی جو سامنے حالت زبوں رہی
دستار بھی امیر کی ہے سرنگوں رہی

اک شور تھا کہ آج ہیں رن کو چڑھے علی
جعفرؑ رہے ہیں ساتھ میں وہ صورتِ ولی
رک رک کے دیکھتے ہوئے آتے ہیں دو جری
چھائی انہیں ہے دیکھ کے لشکر پہ تھرتھری
جرأت رہی رکاب میں طاقت ہے ہاتھ میں
دونوں بھرے ہیں غیظ میں ہیں آج ساتھ میں

ہاتھوں میں تھے علی کے جواہر لیے ہوئے
حملوں میں تھے جری کے ذخائر لیے ہوئے
گھاتوں میں تھے ولی کے مناظر لیے ہوئے
باتوں میں تھے علی کے مظاہر لیے ہوئے
بچے بڑھے وہ جوش میں ہر صف ڈری ڈری
ساری صفوں نے پکارا "علی" علی

جس پہ ٹکائی آنکھ تو حالت بگڑ گئی
رتی نظر کی تھی کہ جو دل کو جکڑ گئی
آیا کوئی جو سامنے جاں بھی بچھڑ گئی
جسموں کی وہ قطار وہ بستی اجڑ گئی

جعفرؑ سے یہ جری ہیں علیؑ سے دلیر ہیں
یہ گلعذار زینبؑ کبریٰ کے شیر ہیں

* * *

علَم

پنجے کی ہیں چمک میں ضیا باریاں نئی
لہرا کے دے رہا ہے ملنساریاں نئی
ہروقت ہیں جلو میں مددگاریاں نئی
دل کو سنا رہا ہے عزاداریاں نئی
رہتا علم کے ساتھ جو حق کا نظام ہے
ہر اک زباں زباں پہ درود و سلام ہے

ایسا علم جو عرش سے آیا زمین پہ
بھیجا ہے لامکاں نے اپنے مکین پہ
اترا ہے آسماں سے رسولِؐ امین پہ
نورِ خدا سے آگیا نورِ مبین پہ
حکمِ خدا ہوا کہ اُٹھائے ولی اسے
دستِ نبیؐ سے پاگیا دستِ علیؑ اسے

خیرات ہے علم کی یہ دنیا کی ہر غذا
ہے منسلک علم سے یہ اولاد کی عطا
ہے زندگی بنا گئی اس کی حسیں ہوا
جس ذہن میں رہا اسے پُرنور کر گیا
اس کے اثر اثر میں ہے رحمت رواں رواں
اس کے سفر سفر میں ہے برکت جواں جواں

بخشا علم رسولؐ کو اُس بے مثال نے
پایا اُسے رسولؐ سے دستِ کمال نے
اس پر نظر ٹکائی ہے چشمِ خیال نے
پایا دعا کی گود سے دستِ سوال نے
چومو علم تو سر کو جھکا کر ہی بیٹھنا
تعظیم فاطمہؑ کو دکھا کر ہی بیٹھنا

ہے دین کے ورق کا یہ قرطاس کا علم
قدرت کی دسترس کے یہ احساس کا علم
کل طاقتِ خدا کے ہے عکاس کا علم
حیدرؑ کا ہے علم یہی عباسؑ کا علم
رعب و حشم اِسی کے ہی پائے کا نام ہے
رحمت اسی علم کے ہی سائے کا نام ہے

ہے کشتیِ نبیؐ کا رہا بادباں علم
طرزِ شجاعتوں کا رہا ترجماں علم
ایماں کی سرزمیں کا رہا حکمراں علم
مولا کے ہر محبّ کا رہا پاسباں علم
جب سے علم یہ بن گیا محرم غریب کا
جاری اِسی سے ہو گیا زمزم نصیب کا

جاری نظر کی مہک سے پیغام ہو گیا
اس کا وقار باعثِ آرام ہو گیا
جس گھر پہ ہو وہ قلعۂ اسلام ہو گیا
اس کا طواف دافعِ آلام ہو گیا
اس کی لپک جھپک سے فروزاں ولی رہا
اس کی جھلک جھلک سے نمایاں علی رہا

اس پہ سدا درود کا پیغام ہو گیا
اس پہ خدا کے دین کا اِتمام ہو گیا
اس پہ بہا خدا کا ہی اکرام ہو گیا
اس پہ فدا حسینؑ کا آرام ہو گیا
ہائے دکھا رہا ہے ادائیں حسینؑ کی
اس سے اُبھر رہی ہیں صدائیں حسینؑ کی

ہائے عَلَم پہ صورتِ آلام درج ہے
ہاں کربلا کی حالتِ احرام درج ہے
پردے کے اہتمام کا التزام درج ہے
غوغہ بپا ہے آج بھی کہرام درج ہے
غم بہہ رہا ہے آج بھی پانی کی شان سے
تنہا علم ہے دھوپ میں بانی کی شان سے

آلِ نبیؐ کو رو گئے افلاک پر ملک
چہرے غموں سے دھو گئے افلاک پہ ملک
پَر خون میں ڈبو گئے افلاک پہ ملک
دل میں یہ غم سمو گئے افلاک پہ ملک
ٹوٹے پہاڑ غم کے ستمگر کے شہر میں
روتے ملک سما پہ ہیں جنات دہر میں

ہچکی سی بھر رہا ہے وفا کا عَلَم عَلَم
ہائے سسک رہا ہے حیا کا بھرم بھرم
آہیں وہ بھر رہا ہے دعا کا حرم حرم
دیکھو تڑپ رہا ہے خدا کا کرم کرم
رہتا حشم جو گود میں اک محترم کا ہے
کعبہ کو اشتیاق سا رہتا عَلَم کا ہے

سجدہ کناں عَلَم پہ ہے رہتی شگفتگی
رہتی ہے اس کو گھیر کے روحِ سلامتی
اس پہ ارم ارم کی ہے قرباں نزاکتی
اس کے ہوئی وجود سے حق کی شاوری
چرخِ جہاں پہ دیں کا ستارا کہیں اسے
دنیائے معرفت کا اُجالا کہیں اسے

ہاں وہ علم کہ جس پہ ہے قربان تمکنت
ہاں وہ علم کہ جس پہ ہے قربان مملکت
ہاں وہ علم کہ جس پہ ہے قربان مغفرت
ہاں وہ علم کہ جس پہ ہے قربان آخرت
حاصل جسے عَلَم کا یہ وجدان ہوگیا
مولا کو بس پسند وہ انسان ہوگیا

ہاں وہ عَلَم کہ جس کی شرافت اذان ہے
ہاں وہ عَلَم کہ جس کی عبادت بیان ہے
ہاں وہ عَلَم کہ جس کی شجاعت جوان ہے
ہاں وہ عَلَم کہ جس کی علامت امان ہے
منسوب ہیں اسی سے خدا کی امانتیں
اس سے برس رہی ہیں خدا کی عنایتیں

جناب بی بی سیدہ سلام اللہ علیھا

زباں خدا کی رہی یہ کہتی نبیؐ کا حُسن و جمال زہراؑ
یہی ہے پیکر رسالتوں کی امامتوں کی خِصال زہراؑ
نبوتیں ہوں ولایتیں ہوں اطاعتوں کی مجال زہراؑ
میں ہو کے خالق یہ کہہ رہا ہوں ہے بے گماں بے مثال زہراؑ
مرا خزانہ یہی ہے لوگو کہ مجھ سے منسوب جو رہا ہے
اِسی کی خاطر جہاں بنائے کہ جلوہ مطلوب جو رہا ہے

نبیؐ ہے میری یہ رحمتوں کی جو ساری وجہِ نزول زہراؑ
رسولؐ اُٹھ کر بتا رہا ہے کہ دراصل ہے رسولؐ زہراؑ
علیؑ سی ہستی رہی ہے ہمسر تو کر گئی ہے قبول زہراؑ
مٹھاس تب سے ہے آیتوں میں جو کر گئی ہے حلول زہراؑ
بلند تر ہے یہ وہ صحیفہ کہ جس کے بیٹے بھی آیتیں ہیں
کہ جن کی توصیف کی ملک بھی تو کرتے رہتے تلاوتیں ہیں

عدن سَقَر یا زمیں سمک یا مَلک فلک یا قمر یہ انجم
یہ جن بشر یا قلم یہ کرسی ہوا خلا یا ہو سارا عالم
یہ برگِ گل یا چمن دمن یا شجر حجر یا یہ بہتے قلزم
خزاں بہاریں یہ دھوپ چھاؤں یہ رات دن کے بدلتے موسم
یہ سب بنایا اسی کی خاطر بنا کے اس کو ہی دے دیا ہے
جو اس کے در پہ جھکا رہا ہے وہی تو سب کچھ ہی لے گیا ہے

ہے شان میری اسی سے ظاہر مری ہے روشن دلیل زہراؑ
یہی تو بھاری قسم ہے میری یہی ہے نورِ جلیل زہراؑ
چلیں اسی سے یہ نور کی نہریں ہے میری ذاتی یہ جھیل زہراؑ
جہان سیراب ہو رہا ہے شفاعتوں کی سبیل زہراؑ
اسی کے لہجے کے زمزمے کو جہان لہجہ بنا رہا ہے
حسنؑ ہی اس کی صدا بنا ہے حسینؑ اس کی ادا بنا ہے

ثنا کے ہر خواب میں یہی ہے صدا کی تعبیر ہے یہ زہراؑ
یہی شرافت کی ہے علامت حیا کی تصویر ہے یہ زہراؑ
دعا کی تاثیر بھی یہی ہے جزا کی تدبیر ہے یہ زہراؑ
لکھی ہے قرطاسِ دیں کے اوپر وفا کی تحریر ہے یہ زہراؑ
تبھی تو بابِ مدینہ کہتا کہ آگہی کا ہے شہر زہراؑ
تبھی تو یہ شہرِ علم کہتا پیمبری کا ہے دہر زہراؑ

ہے "ف" سے فطرت رسول کی یہ "ا" سے آیت مبین ہے یہ
ہے "ط" طہارت علیؑ ولی کی "م" مہر حسینؑ ہے یہ
یہ "ہ" ہدایت کا راستہ ہے مری امان و امین ہے یہ
میری شہادت کی ہے یہ خاتم جڑا جو اس پہ نگین ہے یہ
اسی کی ہر اک ادا ادا سے مری اداؤں کا نور چھلکا
اسی کے نوری شجر سے ہر دم میری ضیاؤں کا بور چھلکا

اسی کے در سے ملک فلک کے شفاعتوں کو جو پا رہے ہیں
اسی کے گھر کے وہ بن کے نوکر سفارشوں کو اٹھا رہے ہیں
اسی کے کھانے وہ لے کے اپنی قرابتوں کو دکھا رہے ہیں
اسی کی جانب وہ کر کے سجدہ عبادتوں کو بڑھا رہے ہیں
اسی کے بیٹوں کو جھولنے میں نزاکتوں سے سلاتے ہیں یہ
اسی کے گھر کی غلامی کر کے امارتوں کو بڑھاتے ہیں یہ

اسی کے عرفان کی سند ہے کہ فرقِ آدم جھکا ہوا ہے
اسی کے احسان کا نتیجہ ہے عرشِ اعظم سجا ہوا ہے
اسی کے ایمان کا عَلَم ہے بہ دستِ پیہم اُٹھا ہوا ہے
اسی کے پیمان کی بدولت یہ سارا عالم بنا ہوا ہے
یہی ہے قرآں یہی ہے آیت یہی صحیفہ یہی عبادت
یہی ہے کعبہ یہی ہے مسجد یہی حرم کی رہی عمارت

ہے "ف" سے فطرت حقیقتوں کی "ا" سے اللہ کی عطا ہے
ہے "ط" طہارت کی رمزِ کامل یہ "م" مصداقِ مصطفیٰؐ ہے
یہ کہتی "ہ" ہے کہ ہے یہ ہادی اسی سے ثابت ہے فاطمہؑ ہے
یہ "ب" ہی بخشش کی ہے علامت یہ "ت" سے تطہیر کی ردا ہے
یہ "و" ولایت کا ہے کرشمہ یہ "ل" لازم ہے کہ لقب ہے
بتول تنویرِ گفتگو ہے نثار جس پر رہا ادب ہے

اسی کی الفت برائے خلقت رہِ ہدایت بنی ہوئی ہے
اسی کی شفقت سے دینِ حق کی یہ کل عمارت بنی ہوئی ہے
اسی کی حرمت ہی کلِ ایمان کی عبادت بنی ہوئی ہے
اسی کی قربت خدا کی اپنی ہی اک علامت بنی ہوئی ہے
وہی عمل تو قبول ہوگا ہو جس میں شامل ضرور زہراؑ
خدا کا اظہار ہوگیا ہے جو کر گئی ہے ظہور زہراؑ

سکھایا انسان کو سلیقہ کی لغزشوں سے تو دور رہنا
پلی ہو میری وفا جو دل میں تو نفرتوں سے تو دور رہنا
ہے اتنی عظمت کا در یہ میرا کہ دستکوں سے تو دور رہنا
بلند اپنی صدا نہ کرنا حماقتوں سے تو دور رہنا
خدا کا پیغام بھی فرشتہ جو لے کے آتا ہے ٹھہر جاتا
اگر وہ بے اذن دیتا دستک وہ جانتا ہے کہ دہر جاتا

بلند عظمت ہے فاطمہؑ کی مباہلہ میں جو آ رہی ہے
نبی کے ہر اک نشانِ پا پہ قدم یہ اپنے جما رہی ہے
یہ ہے جو مشکل کشا کی ثانی ہر ایک مشکل بھگا رہی ہے
علیؑ کو تقلید میں چلا کے یہ شان اپنی دکھا رہی ہے
حسنؑ بھی انگلی نبی کی تھامے عصا کی صورت وہ جا رہے ہیں
حسینؑ بچپن میں ڈھال بن کر نبی کا سینہ چھپا رہے ہیں

نیاز اس کی ہی بانٹتی ہے کرن کرن کی ہر ایک ٹولی
کرم اسی کا سنا رہی ہے چمن چمن کی سنی جو بولی
جو نور پایا تو کہکشاں نے سما سما پر سجائی ڈولی
مہک بٹی تو گلاب سارے خوشی سے بھر کے وہ لائے جھولی
نفاستوں کا جو ایک قطرہ ملا تو شبنم بھی کھلکھلائی
حیا کی چادر سروں پہ ڈالے کرن کرن بھی تو مسکرائی

یہی ہے اوّل سوال رب کا یہی ہے رب کا جوابِ آخر
یہی ہے اوّل صحیفہ رب کا یہی ہے رب کی کتابِ آخر
یہی ہے اوّل ثواب رب کا یہی ہے رب کا حسابِ آخر
یہی ہے اوّل خطاب رب کا یہی ہے رب کا نصابِ آخر
یہی تو جاں ہے کہ جان صورت یہ دل کے اندر بسی ہوئی ہے
اسی کے ہی فیض کی وجہ سے یہ جاں بدن میں رکی ہوئی ہے

ملی ہے اوقات کے بدن کو اسی کے جلووں سے یہ جوانی
ملی ہے احساس کے چمن کو اسی کے ذکروں سے شادمانی
ملی ہے ایمان کے زمن کو اسی کے بیٹوں کی پاسبانی
ملی ہے قرآن کے سخن کو اسی کے لہجوں کی ترجمانی
وجودِ اقرارِ لا الٰہ کی ہے یہ کتنی امین زہراؑ
جو نوری معیار دے گئی ہے یہی ہے روشن جبین زہراؑ

* * *

حضرت امامِ عصر علیہ السلام

آئے جو آپ ذہن بھی ضوبار ہو گیا
ہر اک خیال منبعِ اسرار ہو گیا
دل ملتفت ہوا اسے اقرار ہو گیا
لکھتے قلم پہ جلوۂ انوار ہو گیا
شاخِ ثنا پہ ذکر کی بلبل جو آ گئی
ہے گلشنِ حروف میں خوشبو سما گئی

حکمِ امام ہو گیا تعمیل ہو گئی
آمد ہوئی سلام کی تعجیل ہو گئی
کاغذ کی ہر لکیر بھی تحلیل ہو گئی
صورت مرے کلام کی تبدیل ہو گئی
کشکول میں حضورؑ سے پائی نیاز ہے
ذکرِ امام ہی مرا روزہ نماز ہے

میرا امام ہے رخِ یزداں کی روشنی
جاری لب جمال سے ایماں کی روشنی
سایہ اسی کا بن گیا قرآں کی روشنی
ہے آفتابِ عالمِ امکاں کی روشنی
جاری اسی کے فیض کا رہتا فرات ہے
مٹھی میں اس امام کے کل کائنات ہے

رہتی نہیں امام کی خالق کو جستجو
وہ اس کے روبرو رہا یہ اُس کے روبرو
اس کی جو گفتگو ہے وہی اُس کی گفتگو
ہے آبرو امام کی مولا کی آبرو
عرشِ بریں امام کا ہے فرش ہوگیا
جس جا پہ ہو قدم وہی تو عرش ہوگیا

ایسا امام جس کی ضیا ہیں نبیؐ علیؑ
ایسا امام جس کی دعا ہیں نبیؐ علیؑ
ایسا امام جس کی ادا ہیں نبیؐ علیؑ
ایسا امام جس کی وفا ہیں نبیؐ علیؑ
دیکھے نظر تو بولے محمدؐ ہی رہا
بھائی علیؑ ولی کا محمدؐ بھی رہا

ذہنِ تصورات سے جاتا نہیں کبھی
نقشِ قدم دماغ میں آتا نہیں کبھی
اپنے قریں کسی کو بلاتا نہیں کبھی
قرآن اس کی شان چھپاتا نہیں کبھی
ہر فکر کا وجود یاں بوجہل بنا رہا
ایسا امام ہے کہ جو اوجھل بنا رہا

اے نورِ کردگار کے انوار کے امیں
لیتی رہی ہے نام ترا آیتِ مبیں
نورِ خدا سے ہوگئی روشن تری جبیں
تیری مثال تو کہیں ہوسکتی ہی نہیں
واجب میرے امام کے جو احترام ہیں
سارے نبیؐ امام ہی کرتے سلام ہیں

میرا امام رب کی اک آیت کبیر ہے
ہر ایک نور پست ہے ہر اک صغیر ہے
ناصر ہے مومنوں کا یہ خود ہی نصیر ہے
ہے جو سفیر رب کا یہ قادر قدیر ہے
اتنا ہے یہ قدیم کہ اوقات شل ہوئے
ایمان کے یقین ہے جذبات حل ہوئے

اے راہِ مستقیم کے رہبر امام آ
اے خالقِ کریم کے راسخ کلام آ
اے جنت النعیم کے شاہِ انام آ
اے عصمتِ عظیم کے ماہِ تمام آ
اوجھل نگاہ سے جو خدائی وقار ہے
مولا ترا جہاں کو بڑا انتظار ہے

سب پر ہی آشکار ہے یہ شاہکار ہے
رحمت کی آبشار ہے یہ کوہسار ہے
یہ حق کا شہسوار ہے یہ تاجدار ہے
جس پر ہے انحصار یہی بردبار ہے
دنیا کو رہ گئی ہے ضرورت امام کی
رہتی ہے آج دل پہ حکومت امام کی

مولا اب آیئے نا قیادت کے واسطے
بے تاب سے یہ دل ہیں شہادت کے واسطے
آنکھیں تڑپ رہی ہیں سعادت کے واسطے
ہم جی رہے ہیں مولا عبادت کے واسطے
چہرا کھلا ہوا ہے یہ رُخ پر نکھار ہے
اس گلشنِ بدن پہ ہمیشہ بہار ہے

……

بی بی فضہؑ سلام اللہ علیہا

تیغِ یقیں ہے کاٹتی وسواس جس طرح
لعل و گہر کے ساتھ ہو الماس جس طرح
روشن حسین دل میں ہو احساس جس طرح
رہتے علَم کے ساتھ ہیں عباسؑ جس طرح
ہے پنجتن کے ساتھ ہی فضہؑ کا مرتبہ
ہے پنجتن کے ساتھ ہی فضہؑ کا مرحلہ

گونجی ہوئی فضا میں ہے فضہؑ کی گفتگو
روشن جہاں کو کر دیا اس نے ہی چار سُو
ہے علم کے مدینے سے نکلی یہ آبجو
ہے آبرو رسولؐ کی اس کی ہی آبرو
ایمان رہن سہن تھا ایمان خاتمہ
احسان کر علیؑ گئے احسان فاطمہؑ

فضہؑ سے ہی یہ دین کا چہرہ چمک اٹھا
لہجہ ہر ایک آیتِ رب کا کھنک اٹھا
سایہ ملا تو نور کا جلوہ لپک اٹھا
سجدہ کیا وفور سے کعبہ دمک اٹھا
رتبہ بہت بلند ہے عاجز شمار ہے
اس پر ہی تو رسولؐ کی بیٹی نثار ہے

چاہا اسے تو حُسن کی قیمت اتر گئی
پایا اسے تو خلق کی صورت نکھر گئی
دیکھا اسے تو زہد کی عادت سنور گئی
سوچا اسے تو کفر کی طاقت بکھر گئی
فضہؑ کے روپ روپ میں قدرت کے رنگ ہیں
سوچیں کہاں کہ فکر کے دامن ہی تنگ ہیں

فضہؓ عبادتوں کا قرینہ لئے ہوئے
بیتِ خدا و بابِ مدینہ لئے ہوئے
پاکیزگی کا بحر و سفینہ لئے ہوئے
عترت کے ساتھ روحِ خزینہ لئے ہوئے
اسلام کے تھی ہاتھ میں اعزاز کی طرح
اٹھی علیؑ کے گھر سے یہ آواز کی طرح

قرآن کی طرح تھی کہ انجیل کی طرح
روشن رہی ہے گھر میں یہ قندیل کی طرح
رہتی نبیؐ کے ساتھ تھی جبریل کی طرح
زندہ رہی علوم کی ترتیل کی طرح
بیٹھے اگر تو فرشِ مصلیٰ ثنا کرے
اٹھے اگر تو عرشِ معلیٰ دعا کرے

فضہؓ رہی جہاں میں امانت بتولؑ کی
فضہؓ ابد تلک ہے کرامت بتولؑ کی
فضہؓ سے ہو رہی ہے عبادت بتولؑ کی
فضہؓ نبھا گئی ہے دیانت بتولؑ کی
فضہؓ مثال بن گئی زہراؑ کے چین کی
فضہؓ ہے ماں حسنؑ کی تو ماں ہے حسینؑ کی

چھاؤں میں اس کے رہ گئی انوار کی لڑی
گفتار نے سمیٹ لی اسرار کی لڑی
تھی سینچتی بتولؑ کے افکار کی لڑی
ہر ایک بات میں اقرار کی لڑی
فضہؓ رہی بتولؑ کا سایہ بنی ہوئی
حسنینؑ کی جہان میں دایہ بنی ہوئی

فضہؑ رسالتوں کی امینِ سحر بنی
فضہؑ امانتوں کی مکینِ نظر بنی
فضہؑ ولایتوں کی زمینِ خبر بنی
فضہؑ عبادتوں کی معینِ سفر بنی
فضہؑ شرافتوں کا ہے تیور بنی رہی
فضہؑ صداقتوں کا ہے زیور بنی رہی

جنت کی ہے وجود سے مہکی ہوئی فضا
برسی رہی درود سے لپکی ہوئی گھٹا
قائم رہی سجود سے چہکی ہوئی ادا
طوبیٰ کی ہے حدود سے دہکی ہوئی ہوا
فضہؑ چمک رہی ہے ستاروں کی اوٹ میں
فضہؑ مہک رہی ہے بہاروں کی اوٹ میں

واجب ہے احترام شعور و شعار پہ
قبضہ اسی کا رہتا ہے لیل و نہار پہ
حاوی رہی ہے دیؔن کے دار و مدار پہ
چھائی ہوئی ہے گلشنِ باغ و بہار پہ
تحریر ہو گئی ہے یہ دیں کے اصول میں
صورت اس کی رہتی ہے چشمِ بتولؑ میں

اس سے نبیؐ کے صحن میں چھائی بہار ہے
اس کی مثال آیتِ صد افتخار ہے
چاہت نبیؐ کی خدمت زہراؑ شعار ہے
نورِ علیؑ سے دیں کا روشن دیار ہے
ایمان بے مثال ہے کامل رہی ہے یہ
دیکھو تو اہلبیتؑ میں شامل رہی ہے یہ

بازار میں جو زینبؑ معصوم آ گئی
لگتا رہا کہ آیتِ مظلوم آ گئی
فضہؑ بھی ساتھ صورتِ مفہوم آ گئی
محروم تھی سکون سے مغموم آ گئی
زینبؑ رہی تھی اوٹ میں فضہؑ تھی سامنے
جیسے کرن کا جال ہو سورج کے سامنے

بازار میں تنی ہوئی تلوار کی طرح
واضح ہوئی تھی پرچم بیدار کی طرح
لاغر بدن میں جرأتِ جیدار کی طرح
قائم رہی خدا کے ہی معیار کی طرح
بولی اگر تو خطبۂ تمہید ہو گیا
نعرہ کیا تو نعرۂ توحید ہو گیا

قصرِ یزیدیت میں اسی سے ہراس تھی
صورت لعیں یزید کی لگتی اداس تھی
بولا لعیں تو بات میں اس کے کھٹاس تھی
لہجے کے ارتعاش میں شامل بھڑاس تھی
بولا لعیں تو بات میں اس کے غرور تھا
مدہوش ہو رہا تھا نشے سے وہ چور تھا

کرتا وہ بے ادب وہاں گستاخیاں رہا
کرتا نظر نظر سے وہ مکاریاں رہا
کرتا ستم کو ڈھانے کی تیاریاں رہا
کرتا نبیؐ کی آل پہ دشواریاں رہا
کہتا رہا خدا نہیں کوئی نبیؐ نہیں
یومِ حساب ہو گا نہ کوئی ولی نہیں

جب ہوش کے مکان کی گرنے لگی فصیل
ہر ایک دل سے نور کی ہٹتی گئی سبیل
زینبؑ کے ہی اشارے سے فضہؓ بنی وکیل
دی عالمِ عجیب میں اللہ کی دلیل
فضہؓ کے اس بیان سے کھلنے لگے کنول
دربار کے سکون میں پیدا ہوا خلل

پیدا ہوئے رسولؐ کے حامی اِدھر اُدھر
دینے لگے وہ اٹھ کے سلامی اِدھر اُدھر
دربار میں تھے چھپتے حرامی اِدھر اُدھر
ڈر ڈر کے بھاگتے تھے مقامی اِدھر اُدھر
اک شور تھا کہ مالکِ ابرار آ گئے
ہائے کہاں پہ سید و سردار آ گئے

خاموش ہو کے باعثِ تحریک ہو گئی
باطل کی ہر لحاظ سے تضحیک ہو گئی
قسمت ہر اک لعین کی تاریک ہو گئی
فضہؓ خدا کے عرش سے نزدیک ہو گئی
جاری ابد تلک یہی پیغام کر گئی
لازم حسینیت کے ہی احکام کر گئی

عابدؑ ہوئے اسیر ہے فریاد یا خدا
آلِ رسولؐ ہوگئی برباد یا خدا
دل فاطمہؑ کا ہوگیا ناشاد یا خدا
امداد یا علیؑ کرو امداد یا خدا
ہاں مومنوں امام کی اپنے مدد کرو
ماتم کرو بکا کرو کوئی نہ حد کرو

بی بی سکینہ سلام اللہ علیھا

بکھرا ہوا حروف کا لشکر اداس ہے
زندانِ کاغذات پہ چھایا ہراس ہے
ٹوٹی ہوئی یہ فکر کی ساری اساس ہے
تحریر غم زدہ ہے یہ کالا لباس ہے
سطروں پہ غم سکینہؑ کا جب سے عیاں ہوا
فقرات کا ہجوم بھی نوحہ کناں ہوا

الفاظ کے خیام سے نقطے بچھڑ گئے
ارمان سب حروف کے دل کے اجڑ گئے
کاغذ جلے تو خوف سے شعلے پکڑ گئے
جلتے ہوئے لباس بھی ان کے سکڑ گئے
ابھرا ہوا سطور سے یہ شورو شین ہے
گونجا ہوا کے دل میں سکینہؑ کا بین ہے

چپ چاپ لکھ رہی ہے یہ تحریر داستاں
تحریک دے رہی ہیں وفاؤں کی بجلیاں
پھیلا ہوائے غم میں ہے اک شور الاماں
آنسو سراب ہوگئے ہے چشم میں فغاں
تشنہ لبی کے قصر میں آندھی بھڑک اٹھی
بیٹھی وہ گردِ حزن کی صورت دھڑک اٹھی

ٹوٹا ہوا ہے چیخ کی آواز کا قلم
سہما ہوا ہے فکر کی پرواز کا حشم
چمکا ہوا ہے صبر کے اعجاز کا علم
دھڑکا ہوا ہے ظرف کے اعزاز کا بھرم
سانسوں میں بس گیا ہے ترانہ حسینؑ کا
آہوں میں چھپ گیا ہے زمانہ حسینؑ کا

دیباچہ یہ رہا ہے جو اُم الکتاب کا
اب تک کھلا ہوا ہے مگر انقلاب کا
دریا بھی نوحہ خوان رہا اس جناب کا
پانی نقاب اوڑھے ہوئے ہے حباب کا
بی بی کے بین سنتے ہی ہے غلغلہ اٹھا
دریا کی لہر لہر سے ہے زمزمہ اٹھا

سوکھی زباں پہ قحط کی افتادگی ہوئی
لٹی ہوئی رن میں جو آزادگی ہوئی
گھٹتے گلے میں حلق کی لاچارگی ہوئی
آزار اس قدر ہوئے بے چارگی ہوئی
یاقوت کان، گال ہیں نیلم بنے ہوئے
ہیں زخم خود ہی زخم کے مرہم بنے ہوئے

کرنوں کی گرم ریت پہ نوحہ کناں رہی
آزادگی دشت کی وجہ فغاں رہی
زینبؑ کرے تلاش ہے دل کی اماں رہی
بوئے بدن حسینؑ کی ہے بوئے جاں رہی
باقرؑ صغیر سن کا سہارا بنی رہی
چاہت کے آسماں کا ستارا بنی رہی

ظالم دکھا دکھا گئے پُرخون ہولیاں
چھٹتی رہیں انائے مجسم کی جھولیاں
کربل سے سسکتی رہی پُر درد بولیاں
اس کو لپیٹ کرتی ہیں غم کی ڈوریاں
گریہ کناں فضا رہی ہے حق نیوش پہ
چپ چاپ چل رہی ہے ہواؤں کے دوش پہ

شہزادہ علیؑ اکبر

(بعد شہادت بین)

کھینچا ہے کس طریق سے بھالا حسینؑ نے؟
سینے سے جو پسر کے نکالا حسینؑ نے
کیسے وہ تھا جگر کو سنبھالا حسینؑ نے؟
کیا گودیوں تھا اس لئے پالا حسینؑ نے؟
برچھی میں ہاتھ ڈال کے بیٹھے شہِ زمن
لرزاں فلک ہوا ہلنے لگا زمن

تھراتی تھی زمین تو ہلتے تھے آسماں
تھے سرخ آندھیوں کے بگولے یہاں وہاں
بے ساختہ خیام میں روتی تھیں بیبیاں
چاروں طرف تھے بین کے شعلے رواں دواں
کہتی کوئی کہ ہائے مرا نوجوان ہے
کوئی پکارتی تھی کہ چھوٹا جہان ہے

بولی کوئی حیات ہے دشوار ہو گئی
اک ایک سانس لاغر و لاچار ہو گئی
کہتی کوئی کہ آس ہے بیکار ہو گئی
حائل نظر کے سامنے دیوار ہو گئی
زخمی وہ شیر ہوگیا شہباز گر گیا
زینبؑ پکاری ہائے مرا ناز گر گیا

میرا وہ ناز رتبۂ ممتاز گر گیا
میرا علَم وہ صاحبِ اعزاز گر گیا
محنت مری کا نقطۂ آغاز گر گیا
رُوئے نبیؐ کا پرتوِ اعجاز گر گیا
ماتم ہوا خیام میں ہنگام ہو گیا
زینبؑ کے بین بین سے کہرام ہو گیا

لیلیٰؑ کہے کہ آنکھ کا تارا فنا ہوا
بولی بہن کہ دل کا سہارا فنا ہوا
فضہؑ پکاری راج دلارا فنا ہوا
کہرام تھا نبیؐ کا نظارا فنا ہوا
ٹوٹے دلوں کے ساتھ تھے سارے ڈرے ہوئے
بچوں کے تو کٹورے تھے غم سے بھرے ہوئے

بچے بھی رو رہے تھے مسلسل قطار میں
ماتم کناں سکینہؑ تھی سب کے حصار میں
عابدؑ پڑے تھے غش میں زمیں پر بخار میں
زینبؑ بھی سر کو پیٹ کے روتیں دیار میں
تھیں چادریں گری ہوئی آنسو ڈھلے ہوئے
ماتم کناں تھیں خاک وہ سر پر ملے ہوئے

جبریلؑ سر کو پیٹ کے کرتے تھے یہ بکا
زخمی ہوا حسینؑ کا اکبرؑ سا مہ لقا
نیزہ ستم کا سہہ گیا ہے مالکِ وفا
زخمی جگر کے ساتھ بھی لڑتا ہوا ملا
کتنا بڑا قلق ہے امامِ زمان پر؟
قربان میں حسینؑ کے ایسے جوان پر

اُمڈی ہوئی تھی فوج وہ آفات کی طرح
تیرِ گراں برس گئے برسات کی طرح
پتھر رہے تھے مارتے جنّات کی طرح
زخمی بدن بدن ہوا صدمات کی طرح
شکرِ خدا سوا نہیں کچھ بھی زبان پر
لب پر کوئی گلہ ہے نہ شکوہ زبان پر

حضرت امام حسین علیہ السلام

انوارِ کبریا کا مرقع حسینؑ ہے
آفات کے جہان کا مرجع حسینؑ ہے
روشن سمائے دین ہے مطلع حسینؑ ہے
تنہا رہا ہے ذات میں مجمع حسینؑ ہے
شکلِ رسولؐ سے ہے شباہت حسینؑ کو
حیدرؑ سے مل گئی ہے شجاعت حسینؑ کو

شرعِ مبیں کی حدِ تعلّی حسینؑ ہے
ایمان کے چہرے کی تجلّی حسینؑ ہے
کربل میں زیرِ تیغ مصلّی حسینؑ ہے
مہرِ وفا کے دل کی تسلّی حسینؑ ہے
اس نے عروسِ دین کو زیور عطا کیا
اسلام کو بھی غیظ کا تیور عطا کیا

بیت الحرام حسنِ عقیدت حسینؑ ہے
دارالشفائے حزن و مصیبت حسینؑ ہے
گنجینۂ علومِ شریعت حسینؑ ہے
باب السخا و بابِ عقیدت حسینؑ ہے
انگشتریٔ عرشِ خدا کا نگین ہے
الطاف کبریا کی چمکتی جبین ہے

قرآن کے کلام کا مظہر حسینؑ ہے
آبِ رواں و چشمۂ کوثر حسینؑ ہے
فرمانروائے تختِ پیمبرؐ حسینؑ ہے
انوارِ معتبر کا حسیں پیکر حسینؑ ہے
ملتی اسی کی شان ہے شانِ رسولؐ میں
اسرار سے چھپے رہے طرزِ نزول میں

آیت عظیم روحِ مقدس حسینؑ ہے
چھایا خدا کے دین میں اک بس حسینؑ ہے
حقا یہی سخن ہے سخن رس حسینؑ ہے
اعلیٰ رہا یہ پیکرِ اقدس حسینؑ ہے
سوچوں سے ماورا ہے یہ اولیٰ خیال سے
اوجھل حسیں حسینؑ ہے حُسن وجمال سے

پھیلا رہا زمیں پہ شجاعت کا آسماں
ہے بے دیار آج امامت کا آسماں
ٹوٹا زمین پر ہے سخاوت کا آسماں
آیا جفا کی زد میں نفاست کا آسماں
چمکا بلند ہو کے سناں کے فلک پہ ہے
روشن قمر رہے گا گماں کے فلک پہ ہے

نوکِ سناں پہ مصحفِ ناطق حسینؑ ہے
شہرِ بتاں میں پرچم خالق حسینؑ ہے
مولا یہی ہے لائق و فائق حسینؑ ہے
کہتے سبھی درود کے لائق حسینؑ ہے
گوہر فشاں ہے طورِ سناں پر سرِ حسینؑ
ہے نور پاش چشمِ زماں پر سرِ حسینؑ

کٹتے ہوئے گلے میں ہدایت کی باس تھی
لٹتا رہا نہ لب پہ شکایت کی باس تھی
گلدستۂ حسینؑ سے عنایت کی باس تھی
پھیلی قدم قدم سے ولایت کی باس تھی
دین خدا میں ڈوب کے قائم حسینؑ ہے
یہ ذاتِ لازوال ہے دائم حسینؑ ہے

دارالقرارِ سبطِ پیمبرؐ حسینؑ ہے
بیت الاثاثِ علم کا گوہر حسینؑ ہے
آتش فشانِ جنگ کا جوہر حسینؑ ہے
شبّر کے بعد وارثِ سرور حسینؑ ہے
حُسنِ علیؑ یہ حُسنِ رسولؐ انام ہے
زہراؑ سا ہے نفیس حسنؑ سا امام ہے

چھائی فراتِ صبر پہ تشنہ لبی وہاں
مردہ دلوں کو ملتی کہاں زندگی وہاں؟
برسا سخن خدا کا ہوئی خامشی وہاں
چاروں طرف نگاہ میں تھی بے بسی وہاں
چپ تھیں ہوائیں گرم بگولوں کی آہ تھی
لہروں کے ساتھ ساتھ کناروں کی آہ تھی

سجدے کو ہے اٹھا گیا تقدیر کی طرح
خاکِ شفا بنا گیا اکسیر کی طرح
جو نقش ہے دماغ میں تصویر کی طرح
فرمانروائے وقت ہے تدبیر کی طرح
خورشید ضوفشاں ہوا نوری نظام سے
پاتا نیاز نور ہے اپنے امام سے

ہاں وجہِ افتخار و سعادت حسینؑ ہے
رنگِ مسافرت میں عبادت حسینؑ ہے
فخرِ رسل کی بھاری امانت حسینؑ ہے
عصمت کا اعترافِ طہارت حسینؑ ہے
باغ و بہارِ حیدرؑ صفدر حسینؑ ہے
کشورکشائے تختِ سکندر حسینؑ ہے

اے نینوائے غم کے مسافر سلام ہو
اے کربلا کے اوّل و آخر سلام ہو
اے منبرِ سنان کے ذاکر سلام ہو
اے شانِ کردگار کے شاکر سلام ہو
تجھ پہ سلام حرزِ گلوئے شفا حسینؑ
تجھ پہ سلام راہیٔ ملکِ خدا حسینؑ

* * *

غازی سرکار علمدار علیہ السلام

پھیلی زمین۔ ذہن پہ جذبوں کی داستاں
چاہے تنورِ فہم یہ سوچوں کی لکڑیاں
چھوتی تجھے نہیں ہیں یہ حرفوں کی انگلیاں
آنکھیں جھپک رہی ہیں یہ مضموں کی پتلیاں
ہو بحرِ اعتدال میں اشعار کا جہاز
ہر زیرِ سجدہ ریز ہو الفاظ کی نماز

ہاں فکر کی زمیں پہ ہے بہتا فرات اب
نکلی حسیں خیال کی ساری برات اب
اشعار کی زمین سے چمکیں پرات اب
ہر جدتِ خیال لکھائے صفات اب
غازی کی اس ثنا کے ہے ہاتھوں میں جو علم
سر کو جھکا کے درج ہے کرتا مرا قلم

حاوی رہے کلام پہ مدحت کی یہ ہوا
نکلے مری زبان سے چاہت کی یہ ہوا
ہے نور کے جہان میں عظمت کی یہ ہوا
افکار میں گھلی رہے قدرت کی یہ ہوا
ہیں فکر کی اڑان میں غازیؑ کی عظمتیں
ہیں ذکر کے نشان میں غازیؑ کی شوکتیں

اس تختِ ذہن پہ جو یہ جلوہ فگن رہے
سوچوں کی آبنائے میں آب سخن رہے
توصیف میں زبان کا یہ بانکپن رہے
کھلتے ہوئے حروف سے رنگیں چمن رہے
چھائی مرے چمن پہ بہاریں سدا رہیں
سب گلشنِ حروف یہ دیتے دعا رہیں

پاکیزگی صورتِ دستار ہیں یہی
رازِ خدا و پیکرِ اسرار ہیں یہی
ہاں قافلۂ عزم کے سالار ہیں یہی
دشتِ وفا پہ سایہ دیوار ہیں یہی
با زور کو ہے آس تو کمزور کو رہی
ان بازوؤں کی آس تو ہر زور کو رہی

روحِ علَم ، ضیائے معظّم کی جان ہیں
عزمِ وفا و علمِ مکرّم کی جان ہیں
مثلِ علیؑ جلالِ مجسّم کی جان ہیں
مثلِ نبیؐ یہ نورِ معظّم کی جان ہیں
چشمِ امامِ وقت میں مثلِ علیؑ رہے
نائب رہے حسینؑ کے غازی ولی رہے

دریائے بیکسی کا کنارہ بھی رہا
ہر ناتواں کے دل کا سہارا بھی رہا
چشمِ وفا کا ناز و اشارہ بھی رہا
عصمت کے آسمان کا تارا بھی رہا
دنیا و آخرت کا تو اس بن بھرم نہیں
مشکل کشا ہے باپ تو بیٹا بھی کم نہیں

یہ راہِ مستقیم ہے یہ سنگِ میل ہے
بہتا زمینِ علم پہ یہ شطِ نیل ہے
اس پر نثار ہوگئی اشکوں کی جھیل ہے
ایمان کے جہان میں روشن دلیل ہے
ہاں باعثِ سکون ہے مولا کے چین کا
حیدرؑ کا زور قوتِ بازو حسینؑ کا

بھائی رہا حسینؑ کا کڑیل جوان ہے
جبریل کہہ رہے ہیں یہی پاسبان ہے
زینبؑ کا آسرا ہے سکینہؑ کا مان ہے
نورِ نظر علیؑ کا ہے زہراؑ کی جان ہے
چہرہ ہے سرخ سرخ جلالِ علیؑ ہے یہ
کہتے ہیں خود حسینؑ کہ قہرِ جلی ہے یہ

ہر معجزہ فدا ہے کرامت نثار ہے
حسنینؑ کہہ رہے ہیں کہ قامت نثار ہے
بیٹا علیؑ کا ہے یہ امامت نثار ہے
اس کے قدم قدم پہ قیامت نثار ہے
دیکھا اگر کسی نے تو اسکو علیؑ لگا
غازیؑ کا بھی یہ ہاتھ تو دستِ جلی لگا

عباسؑ دے رہے تھے یہ ہر دم نئی اذاں
کیونکر ہوئے ہیں آج زمیں بوس سب نشاں
خاموش ہر زباں ہے چہروں پہ ہے فغاں
ہو سوچتے کہ آج تو ڈوبے ہیں یہ جہاں
جرأت اگر ملی ہو نکالو تو نہر سے
دریا مجھے ملا ہے یہ آخر دوپہر سے

طاقت کا آفتاب ہوں جرأت کا آسماں
ہوں عترتِ رسولؐ کے پردے کا نگہباں
ہیں مہرباں شفیق یہ سردارِ دو جہاں
شبیرؑ سا کریم سراپا ہے مہرباں
چاہوں اگر تو کاٹ کے لے جاؤں میں یہ نہر
گر حکم دیں امام تو الٹاؤں میں یہ دہر

ہے گونجتی فضا میں دعا یہ میرے لے
صولت دکھا رہی ہے ادا یہ میرے لئے
ہے العطش کی آتی صدا یہ میرے لئے
پھیلی رہی جہاں میں وفا یہ میرے لئے
پانی بنا رعایا زمیں مملکت ہوئی
کون و مکاں کی نوری جبیں مملکت ہوئی

فرما کے یہ جو باگ اٹھائی حضور نے
دوڑا فرس کہ آنکھ لڑائی حضور نے
طاقت وہ بازوؤں کی دکھائی حضور نے
تھی موت خوش کہ بات بنائی حضور نے
دستے بچھا بچھا کے جو غازی نکل گیا
پل میں صفیں الٹ کے نمازی نکل گیا

لشکر میں بے حواس وہاں فرد فرد تھا
ہر اک جواں کا خون ہوا سرد سرد تھا
جو بھی ملا ہے سامنے وہ گرد گرد تھا
دل میں ہوا شگاف تو واں درد درد تھا
جرأت گری ہوئی تھی پڑی اوس اُس گھڑی
ہر اک بشر بشر تھا زمیں بوس اُس گھڑی

مارے شقی حضور نے ہو کر مگر قریں
لمحات جس طرح کہ ہوں رہتے پہر قریں
خورشید جس طرح کہ ہو آیا سحر قریں
ساعت کے ہر عمل میں ہو جیسے اثر قریں
گاڑا علم زمیں پہ ہے پہرہ بٹھا دیا
گویا کہ فرقِ نہر پہ سہرہ سجا دیا

داخل ہوئے جو نہر میں عباسؑ با وفا
آرام سے سکون سے تھ مشک کو بھرا
سرعت کے ساتھ آب میں مدّ و جزر ہوا
عباسؑ کا وہ لمس جو مدِّ نظر ہوا
تسمے کے فاصلے پہ تھا بس ایک ہاتھ پر
لہروں کی بھی نگاہ تھی رہتی وہ ہاتھ پر

بیتاب لہر لہر کو دیکھا قریب تر
رو روکے پھر فرات تھی کرتی نصیب تر
ہر لہر میں تھا شور ہیں مولا غریب تر
ماحول ہے وہ دشت میں پھیلا عجیب تر
مشکِ وفا یہ کیا ملی ہے در سا مل گیا
تشنہ وہاں پہ لہر کو اِک گھر سا مل گیا

لکھتا قلم ہوا کا یہ سارا ہی غم رہا
ساحل کا سن کے حال ہے کرتا رقم رہا
چہرہ تبھی فرات کا اِس غم میں نم رہا
لہروں کی ہر نظر میں ہی تیرا علم رہا
عکسِ نشاں گیا تھا وہاں سے شفق شفق
کہرام کے دھویں کا تھا پھیلا ورق ورق

نکلا وہاں سے نور کہ تھا آفتابِ حق
چمکا ہوا زمین پہ تھا ماہتاب حق
کہتا رہا جہان کہ ہے انقلابِ حق
حق کو تھا اعتراف کہ ہے انتخابِ حق
دل پر ردائے یاس کے تیور سجے رہے
تن پر صدائے آس کے زیور سجے رہے

تصویر سی دماغ میں رہتی ہے آج بھی
اس آنکھ کی فرات بھی بہتی ہے آج بھی
ہر اک نظر یہ بات سی کہتی ہے آج بھی
کیسے صدا یہ فکر بھی سہتی ہے آج بھی؟
بہتے ہوئے فرات میں پانی کے بین ہیں
گریہ کناں سے لاش پہ اب بھی حسینؑ ہیں

⁂

حضرت مولا عباس علمدار علیہ السلام

لڑنے کو اشتیاق جو عباسؑ کا ہوا
چھو کر قدم حسینؑ کے مولا سے یہ کہا
اِذنِ جہاد ہو مرے مولا مجھے عطا
کر کے ذرا سی جنگ میں ماروں انہیں ذرا
شیطاں اچھل رہے ہیں نگاہوں کے سامنے
خیبر نیا لگا ہے یہ باہوں کے سامنے

احساس ہوگیا تھا یہ رتبہ شناس کو
مولا نے آہ بھر کے سنا التماس کو
بولے حسینؑ دیکھو یہ بچوں کی آس کو
کیسے بھلا سکو گے سکینہؑ کی پیاس کو؟
بچوں پہ مشکلیں ہیں یہ آسان بھی کرو
گر ہو سکے تو پانی کا سامان بھی کرو

ایسا سخی رہا ہے سخاوت کو ناز ہے
ایسا جری رہا ہے شجاعت کو ناز ہے
ایسا ولی رہا ہے ولایت کو ناز ہے
ایسا وصی رہا ہے وصیت کو ناز ہے
واحد قمر رہا ہے یہ حیدرؑ کی آل میں
زورِ علیؑ فزوں ہوا ہے اب جلال میں

بولے حسینؑ جانا جو نہرِ فرات پر
قہرِ خدا نہ بن کے دکھانا حیات پر
آنا کبھی نہ طیش میں ظالم کی بات پر
عباسؑ کرنا جنگ نہ ہر ایک گھات پر
لشکر میں فرد فرد کے وہ جوش کیا ہوئے؟
عباسؑ تیرے نام سے وہ ہوش کیا ہوئے؟

کس کے پسر ہو تم نہ جتانا اِدھر اُدھر
نہ شہسواری رن میں دکھانا اِدھر اُدھر
فوجوں کو گھیر کے نہیں لانا اِدھر اُدھر
لشکر یہ شام کا نہ بھگانا اِدھر اُدھر
شبیرؑ کا غرور ہو ہیں جانتے سبھی
شیرِ خدا کا عکس ہو ہیں مانتے سبھی

میدان میں جو آئے تو تیغ و سپر نہ تھی
جرأت کسی کو جنگ کی رن میں مگر نہ تھی
اٹھتی کوئی نظر وہاں ایسی نظر نہ تھی
واں موت ہے جلو میں کسی کو خبر نہ تھی
عباسؑ کو جو غیظ میں دیکھا، بدل گئیں
اجسام چھوڑ چھوڑ کے روحیں نکل گئیں

اعدا کو جرأتوں کا قرینہ دکھا دیا
باطل کی فوج کا وہ سفینہ جلا دیا
ہر اک بدن سے دل کا خزینہ گرا دیا
دوزخ کی آگ کا بھی دفینہ بنا دیا
لشکر کئے تباہ وہ تیزی سے وار میں
ارواح کو گرا دیا دوزخ کی نار میں

جس پر کیا ہے وار وہ جیتا کہاں بھلا؟
دیکھا نہیں حضور نے مڑ مڑ کے جابجا
حیدرؑ کا لال تھا کہیں رکتا نہ تھا ذرا
پل میں ملا فرات کا رستہ کھلا ہوا
ڈالی نظر جو غیظ کی دریا بھی رک گیا
ساحل کہ کچھ بلند تھا وہ آپ جھک گیا

اک لفظ بھی زبان سے کوئی نہ کہہ سکا
پانی جو ڈر رہا تھا تو دریا نہ بہہ سکا
آیا کوئی جو سامنے زندہ نہ رہ سکا
جس پر کیا ہے وار وہ ہرگز نہ سہ سکا
ٹل جائے گی یہ موت سب حیران ہوگئے
جسموں کو جب پتہ چلا بے جان ہوگئے

نظروں پہ بوجھ ہوگئیں اعدا کی ٹولیاں
بھاری سماعتوں پہ تھیں پانی کی لوریاں
کرتی عیاں جلال تھیں آنکھوں کی جھولیاں
ہر شکن جبیں کی سناتی تھی بولیاں
طاقت کا شاہکار تھا وہ کوہسار تھا
ماتھے پہ تو جلال علیؑ آشکار تھا

غازیؑ کے وار چلتے رہے رن میں مستقل
ہر ایک وار ہوتا تھا زخموں پہ مشتمل
نیزہ بھی زخم دیتا رہا سب کو معتدل
لشکر عدو کے ہوگئے دوزخ میں منتقل
واں غیظ کی نگاہ جو ڈالی کسی پہ تھی
جل جل کے گر رہے تھے نہ لالی کسی پہ تھی

سرعت کے ساتھ موت کا جو سامنا پڑا
نیزے کے ساتھ ساتھ اسے بھاگنا پڑا
رکھ دے وہ جس پہ ہاتھ اسے تھامنا پڑا
طاری تھکن تھکن ہوئی پہ جاگنا پڑا
اک وار میں ارواح کے جو غول سے اڑے
باطل کے اس جہان کے سب قول سے اڑے

پہلے علَم لگا کے وہ ساحل پہ تھا رُکا
غازی نے پھر سکون سے تھا مشک کو بھرا
دیکھا جو مطمئن سا تو ہر اک لعیں ڈرا
پیروں کو چھو لیا تو وہ دریا ڈرا رہا
لرزہ چڑھا ہوا تھا وہ پانی کی فوج پر
رہتا ابھی تلک ہے وہ ہر موج موج پر

پانی رہا ہے دیکھتا صورت جناب کی
آنسو اُبل اُبل پڑے صورت حباب کی
دریا کا دل تھا ڈوبتا صورت شہاب کی
ہر لہر تھی کھلی ہوئی صورت کتاب کی
پاکیزگی لباس کی صورت لپیٹ کر
قربان لہر لہر تھی دامن سمیٹ کر

غازیؑ وہاں تھا سینۂ دریا پہ یوں لگا
جیسے شکار مار کے ہو شیرِ نر کھڑا
اپنا علم دکھا کے وہ اعدا سے یوں کہا
نصرت رہی قدم پہ ہی میرے فدا فدا
سردار دو جہان کا مالک نظام کا
دریا یہ چل رہا ہے یہ صدقہ امام کا

بھر لی وہاں سے مشک جونہی ذی وقار نے
ساحل پہ راہ روک لی فوجی قطار نے
تیروں سے کی بوچھاڑ سی ہر اک سوار نے
پرواہ کی نہ جان کی اس جاں نثار نے
نکلے تبھی وہ غیظ میں مشک و علم لئے
عباسؑ تھے جلالِ علیؑ کا بھرم لئے

اس حال میں عباسؑ نے مارے کئی لعیں
مڑتے جدھر تو سامنے آتا کوئی نہیں
رہتے سبھی تھے دور وہ ہوتے نہ تھے قریں
لالے پڑے تھے جان کے تھی موت برجبیں
ٹوٹے جو دانت خون کو بھی تھوکتے نہ تھے
ڈر ڈر کے بھاگنے سے بھی وہ چوکتے نہ تھے

کاٹے گئے جو بازوئے عباسؑ نامور
منہ سے پکڑ کے مشک کا تسمہ وہ مختصر
کہتے رہے امام ہیں میرے جو معتبر
ضائع نہ آب ہو کہیں دینے سے پیشتر
سوکھے ہوئے گلے کی صدا آ نہیں رہی
ہائے وہ العطش کی ندا آ نہیں رہی

پھر ظلم کا پہاڑ سا رستے میں ڈٹ گیا
ایسا لگا ہے تیر کہ مشکیزہ پھٹ گیا
مشکیزہ جو پھٹا دلِ عباسؑ گھٹ گیا
دل اس قدر گھٹا کہ وہ رستے سے ہٹ گیا
سوچا کہ اب سکینہؑ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟
مرجاؤں گا خیام میں ہرگز نہ جاؤں گا

جن بازوؤں کے جنگ جو عباسؑ کر گئے
دشمن علیؑ کے شیر سے کچھ اور ڈر گئے
جو بھی ہوئے قریب وہ ٹھوکر سے مر گئے
شبیرؑ اس کے حال پہ یاں آہ بھر گئے
جھکتے علم کو دیکھ کے دل تھامتے رہے
عباسؑ کو پکار کے پھر کانپتے رہے

مولا یہ گھر کے تیرے سہارے بھی دو ملے
اصغرؑ سکینہؑ کے یہ ستارے بھی دو ملے
مشکیزہ و علم کے اشارے بھی دو ملے
دو ہاتھ دے دیئے کہ کنارے بھی دو ملے
تھے سوچتے حسینؑ کے بیٹے صغیر کو
دل سے گئے پکار وہ اپنے امیر کو

باطل کے ہر عمل کو ہے بے جان کر دیا
عباسؑ نے وفا کو ہے آسان کر دیا
تختِ ولا پہ بیٹھ کے ذیشان کر دیا
دریا کا بازوؤں کو نگہبان کر دیا
دریا کے دل پہ نقش ہے تیرا نشاں ہوا
دو ساحلوں کے بیچ میں دریا رواں ہوا

تو نے سخاوتوں کا قرینہ سکھا دیا
باطل کا پانیوں سے سفینہ جلا دیا
دریا کا فرطِ یاس سے سینہ ہلا دیا
تو نے فرات کو بھی پسینہ پلا دیا
تیرے فراق میں نہ اب پانی کو چین ہے
ہر لہر کا جو شور ہے دریا کا بین ہے

عباسؑ نے تو دین پہ احسان کر دیا
اپنے علم کو باعث پہچان کر دیا
جنات کو انسان کو حیران کر دیا
فضلِ خدا نجات کا سامان کر دیا
قرآن میں خدا نے جسے ہے کہا قلم
لکھتا رہا ہے لوح پہ تیرا یہی علم

بی بی زینبؑ سلام اللہ علیھا

ظلمت کدے میں طالع بیدار کی طرح
طوفانِ ظلم میں رہی دیوار کی طرح
خاموشیوں میں جرأتِ اظہار کی طرح
غم کی مہیب رات میں انوار کی طرح
زینبؑ رہی ہے وقت کی رفتار کا سبب
نیزے پہ بھی حسینؑ کی گفتار کا سبب

زینبؑ خدا کے دیں کی نگہبان ہو گئی
زینبؑ کی شان باعثِ عرفان ہو گئی
زینبؑ کی ذات خلق پہ احسان ہو گئی
زینبؑ ہی وجہ عالمِ امکان ہو گئی
زینبؑ کا ذکر ذکرِ شہہ مشرقین ہے
زینبؑ کی خُو ہی خُوئے امامِ حسینؑ ہے

زینبؑ ہے ماہتابِ امامت کی چاندنی
زینبؑ ہے آفتابِ رسالت کی روشنی
زینبؑ ہے انقلابِ سیادت کی تازگی
زینبؑ ہے انتخابِ شرافت کی بندگی
روشن اسی کے نور سے نورِ مبین ہے
زینبؑ امانِ رب ہے سراپا امین ہے

زینبؑ ہے انقلابِ عقیدت شباب دیں
زینبؑ ہے انتسابِ مشیت کتاب دیں
زینبؑ ہے ارتکابِ حقیقت ثواب دیں
زینبؑ ہے احتسابِ شریعت خطاب دیں
خوگر امامتوں کی نبوت کی آس ہے
شبیرؑ کی بہن ہے یہ ان کی اساس ہے

زینبؑ نبیؐ کے گوشِ سماعت کا نام ہے
زینبؑ علیؑ کے علم و عبادت کا نام ہے
زینبؑ ہی فاطمہؑ کی سیادت کا نام ہے
زینبؑ پیامِ رب کی بلاغت کا نام ہے
زیرِ قدم جہان ہے موت و حیات کا
زینبؑ ہی واسطہ ہے خدا کی صفات کا

زندہ اسی کے نام سے سلطانِ آگہی
چمکا اسی کے نور سے امکانِ آگہی
خطبات سے سنور گئے ایوانِ آگہی
احسان بار کردیئے انسانِ آگہی
حق کے علم کے ساتھ ہے اعزاز بن گئی
دنیا میں ہی حسینؑ کی آواز بن گئی

زینبؑ امامِ وقت ہے دیں کے اصول کی
زینبؑ دعا علیؑ کی ہے خواہش بتولؑ کی
زینبؑ ہے خود نشانی خدا کے رسولؐ کی
زینبؑ ہی واسطہ ہے خدا کے حصول کی
چادر جو دان کر دی تو مرعوب ہو گیا
دینِ خدا اسی سے ہی منسوب ہو گیا

زینبؑ کی ذات رازِ الٰہی ہے سر بہ سر
زینبؑ تو خود ہی دینِ الٰہی ہے سر بہ سر
زینبؑ ہمہ صفاتِ الٰہی ہے سر بہ سر
زینبؑ ضیائے وصفِ الٰہی ہے سر بہ سر
دینِ خدا کے رُخ کا یہ غازہ اسی سے ہے
اللہ کا نام روشن و تازہ اسی سے ہے

زینبؑ چمک رہی ہے کسی نور کی طرح
شاخِ امام پر کھلی ہے بُور کی طرح
زینبؑ کی ذات ہوگئی ہے نور کی طرح
چھائی کتابِ دین پہ دستور کی طرح
امکاں نہیں تھا جس کا وہی کام کر گئی
نامِ یزید باعثِ دُشنام کر گئی

زینبؑ ہی ابتدائے دعائے حسینؑ ہے
زینبؑ ہی انتہائے وداعِ حسینؑ ہے
زینبؑ ہی کربلا میں وفائے حسینؑ ہے
زینبؑ کی ہر ادا ہی ادائے حسینؑ ہے
رطب اللساں خدا کی کتابِ ضخیم ہے
زینبؑ کا ذکر ہی تو ثوابِ عظیم ہے

زینبؑ پہ ہی تو ختم ہیں ساری بلاغتیں
زینبؑ سے اوج پاگئیں ساری خطابتیں
زینبؑ کی ہی ممنون ہیں ساری قیادتیں
زینبؑ سے سرخرو رہیں ساری شہادتیں
بٹتی نیاز رہ گئی زینبؑ کے ہاتھ میں
شبیرؑ سرخرو ہوا زینبؑ کے ساتھ میں

زینبؑ سے منسلک ہوا ہے غمِ حسینؑ کا
زینبؑ کے دم کے ساتھ رہا دم حسینؑ کا
زینبؑ کی ہر ادا میں تھا ماتم حسینؑ کا
تھاما ہے دستِ وقت نے پرچم حسینؑ کا
روتا سرِ حسینؑ ہے بازار دیکھ کر
چلتی اُسی پہ ظلم کی تلوار دیکھ کر

زینبؑ کے قافلے کا ہے رہبر سرِ حسینؑ
زینبؑ کے حوصلے کا مقدر سرِ حسینؑ
زینبؑ کی جراتوں کا بھرا گھر سرِ حسینؑ
زینبؑ ہے جسم چہرۂ انور سرِ حسینؑ
زینبؑ رہی وجود میں اسرار کی طرح
پھرتا سرِ حسینؑ تھا پرکار کی طرح

زینبؑ عروسِ دین کے زیور کا نام ہے
زینبؑ امامتوں کے بھرے گھر کا نام ہے
زینبؑ شجاعتوں کے مقدر کا نام ہے
زینبؑ حسینیت کے ہی لشکر کا نام ہے
زینبؑ سے پھولتا رہا گلشن حسینؑ کا
زینبؑ سے پھیلتا رہا مسکن حسینؑ کا

زینبؑ سماعتوں میں خطابِ حسینؑ ہے
زینبؑ کتابِ دین میں بابِ حسینؑ ہے
باطل کے سر پہ گرتا شہابِ حسینؑ ہے
زینبؑ ہی دشمنوں پہ عذابِ حسینؑ ہے
زینبؑ ہی کاٹتی رہی باطل کی بات کو
بدلا اسی نے جیت میں ہے حق کی مات کو

زینبؑ مصیبتوں میں قیادت کی روشنی
زینبؑ ہے ظلمتوں میں عبادت کی روشنی
زینبؑ جراحتوں میں سعادت کی روشنی
زینبؑ قرابتوں میں نفاست کی روشنی
بحرِ ستم میں کشتی و پتوار ہو گئی
غم کے نگر میں پرچمِ اظہار ہو گئی

زینبؑ کے ہر سخن میں ہے آوازۂ حسینؑ
زینبؑ کے ہر عمل میں ہے اندازۂ حسینؑ
زینبؑ کے آس پاس تھا شیرازۂ حسینؑ.
زینبؑ کے در کا نام ہے دروازۂ حسینؑ
ہے چہرۂ جلالِ الٰہی امیں بھی ہے
زینبؑ رُخِ حسینؑ ہے نورِ مبیں بھی ہے

بھائی کے ساتھ ساتھ ہے ہمشیر تا ابد
زینبؑ کے ہر سخن کی ہے تاثیر تا ابد
زینبؑ کی ہی تو شام ہے جاگیر تا ابد
زینبؑ سے زندہ ہوگیا شبیرؑ تا ابد
ہے مجلسِ حسینؑ کی بنیاد ڈال دی
دستِ ضعیف دین میں امداد ڈال دی

زینبؑ مکانِ علم ہے در اسکا ہے حسینؑ
زینبؑ ہی تاجِ عرش ہے زر اس کا ہے حسینؑ
زینبؑ خدا کا خوف ہے ڈر اس کا ہے حسینؑ
زینبؑ غموں کا شہر ہے گھر اس کا ہے حسینؑ
زینبؑ کے ہر کلام میں رنگِ حسینؑ ہے
زینبؑ جو کر رہی ہے وہ جنگِ حسینؑ ہے

زینبؑ کی فوج فوجِ الٰہی تھی دہر میں
باطل کے سر پہ کلِّ تباہی تھی دہر میں
چھاؤں میں اس کے دین پناہی تھی دہر میں
جاری اسی کی رہتی گواہی تھی دہر میں
زینبؑ بکھیرتی گئی لات ومنات کو
زینبؑ نجات دے گئی راہِ نجات کو

خطبات سے جو مہرِ فصاحت چمک اٹھا
لہجے کے ساتھ جوشِ خطابت چمک اٹھا
دربار میں بھی صحنِ بلاغت چمک اٹھا
ایمان کا وہ تاجِ قیادت چمک اٹھا
دربار گونجتا تھا وہ ہر اک گلی میں تھی
آوازِ زینبؑ جو وہ لحنِ علیؑ میں تھی

سر کو جھکا کے رہ گیا ہر اک لعیں وہاں
تر ہو گئی پسینے میں سب کی جبیں وہاں
ہلتا ہوا محل رہا لرزاں زمیں وہاں
لگتا علیؑ ہیں آج ہی آئے کہیں وہاں
دربار سب خموش تھا منہ کو چھپائے تھا
آنسو بہاتا ہر کوئی سر کو جھکائے تھا

ہر کوئی پشیمان تھا ملتی نہ تھی مفر
نشتر سبھی حروف کے تھے چیرتے جگر
سر تھے سبھی جھکے ہوئے باتوں میں وہ اثر
دیکھے کوئی مجال کیا اٹھتی نہ تھی نظر
پہلی صدا سنی جونہی زینبؑ کے بین کی
ہر کوئی سوچتا تھا ہے مجلس حسینؑ کی

اس دین کی زمین میں بنیاد ڈال کر
شبیرؑ کے ہے درد کو رکھا سنبھال کر
گریہ کناں جو دل ہو محبت کو پال کر
رکھتی ہیں ہر کسی سے یہ آفات ٹال کر
آہ و فغان و درد کی ہے فوج دے گئی
اشکوں کے پانیوں کو بھی اوج دے گئی

ہر مجلسِ حسینؑ ہے محفل کمال کی
اس ذکر سے ملی رہی صورت وصال کی
ہراک نظر کو مل گئی طاقت جمال کی
جس دل میں یہ رہے وہ ہے جاگیر آل کی
اعلیٰ کیا ہے دین کی ایسی نشست کو
آنسو کے ساتھ باندھ کے رکھا بہشت کو

زینبؑ حقیقتوں کی ہے تسکین میں رہی
زینبؑ شریعتوں کی ہے تزئین میں رہی
زینبؑ فضیلتوں کی ہے تحسین میں رہی
زینبؑ مصیبتوں کی ہے تدفین میں رہی
زینبؑ الم کے چہرے کی تدبیر بن گئی
زینبؑ پہ گر کے رو لیا تقدیر بن گئی

زینبؑ نظامِ وقت پہ ہے ساعتِ حسینؑ
ناطاقتی کے بحر میں ہے طاقتِ حسینؑ
زینبؑ دراز قد میں رہی قامتِ حسینؑ
رکھنا خیال ان کا بنی عادتِ حسینؑ
زینبؑ مدارِ ربِ شہادت بنی رہی
زینبؑ مزاجِ حسنؑ قیادت بنی رہی

زینبؑ کا نام آیت کبریٰ کی آبرو
زینبؑ کا نام نورِ مصطفیٰ کی آبرو
زینبؑ کا نام عرشِ معلیٰ کی آبرو
زینبؑ کا نام فکرِ تولا کی آبرو
زینبؑ کی فکر فکر میں فکرِ حسینؑ ہے
زینبؑ کے ذکر ذکر میں ذکرِ حسینؑ ہے

بے شک ہر ایک نور سے بہتر یہی تو ہے
زہراؑ کے نظم وضبط کی خوگر یہی تو ہے
سارے نظامِ صبر کی محور یہی تو ہے
رہتی مکانِ حزن میں اکثر یہی تو ہے
غم رہ گیا قریب ہی سامان کی طرح
خاموش تھی یہ بولتے قرآن کی طرح

زینبؑ تھکاوٹوں کے ہے میدان جھیلتی
زینبؑ سجاوٹوں کے ہے زندان جھیلتی
زینبؑ بناوٹوں کے ہے طوفان جھیلتی
زینبؑ لگاوٹوں کے ہے بحران جھیلتی
زینبؑ نبھا گئی ہے رفاقت حسینؑ کی
زینبؑ بچا گئی ہے امامت حسینؑ کی

زینبؑ ہے انصرامِ شریعت کی مالکہ
زینبؑ ہے احترامِ نصیحت کی مالکہ
زینبؑ ہے انتقامِ امامت کی مالکہ
زینبؑ ہے احتشامِ حقیقت کی مالکہ
زینبؑ مثال کون ہے؟ ملتی دوئی نہیں
زینبؑ کی گردِ پا کے برابر کوئی نہیں

زینبؑ خدا کے دین کا ہر ایک روپ ہے
ایماں کا اسی سے کِھلا رنگ و روپ ہے
اس کی ضیا سے مہر کا روشن سروپ ہے
کو نہ ملے ردا کا تو شرماتی دھوپ ہے
مشہور ہر زمانے میں اس کی ہے داستاں
ہے لشکرِ حسینؑ کی زینبؑ ہی میزباں

زینبؑ کی ہر نماز کا مسجود ہے خدا
زینبؑ کے ہر خیال کا معبود ہے خدا
زینبؑ کے ہر سلام کا محمود ہے خدا
زینبؑ کے ہر ارادے کا مقصود ہے خدا
زینبؑ یتیم بچوں پہ ہے سایۂ حسینؑ
زینبؑ دیارِ شام میں سرمایۂ حسینؑ

ہے پرچمِ حسینؑ کے دل کی پکار بھی
ہے چہرۂ جہاں پہ نقش و نگار بھی
ہے غمزدہ صفات کی سینہ فگار بھی
ہے پیکرِ نظام میں اس کا شمار بھی
خوشبو ولا کے جسم کی سوندھی اسی سے ہے
کل سلطنت یزید کی اوندھی اسی سے ہے

شبیرؑ کی یہ قافلہ سالار ہو گئی
عباسؑ کی طرح سے ہے جرار ہو گئی
چادر اسی کی دین کی دستار ہو گئی
ظلمت اسی کے نور سے فرار ہو گئی
بے پردگی کی دھوپ ہی سر پر تنی رہی
اس کے قدم کی سانس پہ مشکل بنی رہی

زینبؑ رہی ہیں عکسِ پیمبرؐ لئے ہوئے
عباسؑ سے جری کا مقدر لئے ہوئے
ہیں بے دیار بن میں بھرا گھر لئے ہوئے
زینبؑ ہیں کربلا میں پیمبرؐ لئے ہوئے
ناداریوں کے دل کی صدا ہے بنی رہی
حسنِ طلب کا حرفِ دعا ہے بنی رہی

زینبؑ سرِ حجاب میں اسرار کا بدن
زینبؑ رسولِ پاک کے انوار کا بدن
زینبؑ علیؑ کے صبر کے آثار کا بدن
زینبؑ ہی ہے بتولؑ کے افکار کا بدن
زینبؑ ہی مجتبیٰؑ کی نفاست کا نام ہے
زینبؑ حسینیتؑ کی شجاعت کا نام ہے

زینبؑ کی گود میں رہا ہے زر حسینؑ کا
زینبؑ کی ذات میں ہے بھرا گھر حسینؑ کا
زینبؑ ہے لشکروں میں مقدر حسینؑ کا
زینبؑ پہ روتا رہ گیا ہے سر حسینؑ کا
زینبؑ غبارِ وقت میں ہے چہرۂ حسینؑ
زینبؑ خیامِ وقت میں ہے پہرۂ حسینؑ

زینبؑ ہی پانیوں کی طہارت کا نام ہے
زینبؑ ہی کشتی کی عمارت کا نام ہے
زینبؑ ہی ساحلوں کی بصارت کا نام ہے
زینبؑ مقدروں کی عبارت کا نام ہے
زینبؑ حسینیت کی قیادت بنی رہی
زینبؑ حسینیت کی عبادت بنی رہی

زینبؑ ابھرتے دن میں عبادت حسینؑ کی
زینبؑ چمکتے دن میں قیادت حسینؑ کی
زینبؑ نکھرتے دن میں شجاعت حسینؑ کی
زینبؑ بکھرتے دن میں شہادت حسینؑ کی
وقتِ فدا حسینؑ کے موجود ہے زینبؑ
شاہد ہے یہ حسینؑ کی مشہود ہے زینبؑ

زینبؑ طلوعِ شمس کی تقدیر کی طرح
زینبؑ نبوتوں کی ہے تصویر کی طرح
زینبؑ امام ہو گئی شبیرؑ کی طرح
زینبؑ نوائے علم کی تشہیر کی طرح
زینبؑ سے ہی تو شانِ امامِ زماں ہے
زینبؑ سے ہی تو اسمِ خدائے جہاں ہے

زینبؑ امامتوں کی امینِ بہار ہے
زینبؑ کرامتوں کی مدلل پکار ہے
زینبؑ صداقتوں پہ مسلسل نثار ہے
زینبؑ رسالتوں کا مکمل شعار ہے
زینبؑ جلال ہے یہی نورِ جلیل ہے
زینبؑ ہی کربلا میں خدا کی وکیل ہے

زینبؑ سے پھیلتا گیا اندازۂ حسینؑ
زینبؑ کا ہے جہان میں آوازۂ حسینؑ
زینبؑ کا ذکر ہو گیا دروازۂ حسینؑ
زینبؑ سنبھالتی رہی شیرازۂ حسینؑ
زینبؑ کا نام نفسِ درود و سلام ہے
زینبؑ وجودِ اجرِ رسالت تمام ہے

زینبؑ دیارِ شام میں ثانی حسینؑ کی
زینبؑ ہے رتجگوں میں نشانی حسینؑ کی
زینبؑ کی ذات میں ہے روانی حسینؑ کی
زینبؑ ضعیفی میں ہے جوانی حسینؑ کی
اشکوں کو ہے بنا دیا ساون حسینؑ کا
زینبؑ نی شہیدوں پہ دامن حسینؑ کا

ظلمت کدے میں آگئی تنویر کی طرح
زینبؑ حرم کے ساتھ ہے تقدیر کی طرح
قرطاسِ دین پر رہی تحریر کی طرح
دربار میں بتولؑ کی تصویر کی طرح
خطبہ پڑھا ہے حیدرِؑ کرّار کی طرح
دربار میں رہی ہے علمدارؑ کی طرح

زینبؑ ہے کلِ عقل و فراست کی انتہا
زینبؑ نبیؐ کے عدل و عدالت کی انتہا
زینبؑ علیؑ کا لہجہ بلاغت کی انتہا
زینبؑ حسنؑ کے حلم و نفاست کی انتہا
تابندہ اس سے ہی تو محمدؐ کا نام ہے
پائندہ اس نے کر دیا اللہ کا نام ہے

زینبؑ کے رہا ساتھ یہ سنگم حسینؑ کا
طاری اسی نے کردیا موسم حسینؑ کا
زینبؑ کے ہاتھ میں رہا پرچم حسینؑ کا
زینبؑ کا نام بن گیا ہے غم حسینؑ کا
زینبؑ نے واشگاف جو ہر بھید کر دیا
قتلِ امام زندۂ جاوید کر دیا

زینبؑ کا دل وجودِ رسالت کا ہے سبب
زینبؑ کا رُخ ہی ماہِ امامت کا ہے سبب
زینبؑ کا غم ہی روزِ قیامت کا ہے سبب
زینبؑ کا دکھ جہاں کی ندامت کا ہے سبب
اظہار کررہی ہے یہ رب کی صفات کی
مرکز بنی ہوئی ہے یہ موت وحیات کی

زینبؑ کی گفتگو ہوئی ہے گفتنِ رسولؐ
زینبؑ دیارِ شام میں زندہ تنِ رسولؐ
زینبؑ کی ذات بن گئی ہے مخزنِ رسولؐ
زینبؑ کی جائے دفن ہوئی مدفنِ رسولؐ
زینبؑ کا قرب قربِ رسالت مآب ہے
زینبؑ خدائی راز کی مخفی کتاب ہے

زینبؑ کا در جو مل گیا تقدیر مل گئی
سجدہ کیا تو ذہن کو تنویر مل گئی
دستِ حسینؑ سے لکھی تحریر مل گئی
سب زائروں کو خلد کی جاگیر مل گئی
مؤمن بھی امام کے لشکر میں مل گئے
آنسو بہے تو چشمۂ کوثر میں مل گئے

آنسو نکل رہے ہیں جو زینبؑ کے نام کے
ہوتا نثار دل رہا آنکھوں کے جام کے
رکھتا ہے دل بھی خون میں پانی کو تھام کے
دل کو یقیں ہے آخرت میں ہوں گے کام کے
زینبؑ دلوں کی لہر ہے حرکت کا نام ہے
زینبؑ سکونِ قلب کی برکت کا نام ہے

زینبؑ کو غم ملے ہیں جو اسلام کیلئے
بنتِ علیؑ کہاں تھی ان آلام کیلئے
زینبؑ تڑپتی رہ گئی آرام کیلئے
زینبؑ وہ بے ردا ہوئی پیغام کیلئے
ظلم و ستم کے زہر کو پینا سکھا دیا
ہر اک قدم پہ مر کے بھی جینا سکھا دیا

زینبؑ ستم کی راہ میں ہے ماہتابِ حق
ہر فکر کے سوال کا ہے یہ جوابِ حق
زینبؑ شہادتوں پہ ہے چھائی حجابِ حق
جو کچھ کہے وہ بن گئی تب سے کتابِ حق
انسانیت کی فکر کو بیدار کر دیا
ہردل غمِ حسینؑ کا غمخوار کر دیا

ہے مسجدِ یقین کی محرابِ آگہی
محرابِ آگہی کی اے شاداب بندگی
شاداب بندگی کی اے نایاب عاجزی
نایاب عاجزی کی اے معراجِ آخری
معراجِ آخری کی توانائی ہے یہی
یہ خود ہے توانائی شناسائی ہے یہی

شبیرؑ کو یہ حال سناتی رہی بی بی
رو رو کے ماجرا یہ بتاتی رہی بی بی
ظلم وستم کے داغ دکھاتی رہی بی بی
آواز یوں علیؑ کی جگاتی رہی بی بی
آواز کا صحیفہ اکیلے میں بہہ گیا
ہر ایک فرد فرد جھمیلے میں رہ گیا

زینبؑ سکون و امن سے کوسوں رہی جدا
زینبؑ کی کوششوں میں ہے آرام کی بکا
زینبؑ دیارِ شام میں پردے کی ہے دعا
زینبؑ پہ گرد و خاک رہی ہر قدم فدا
زینبؑ کی دسترس میں رہی راحتِ جہاں
زینبؑ نے خود سے دور رکھی چاہتِ جہاں

مژگاں کی جھلملوں کا مقدر یہی رہی
بجتے ہوئے اشکوں میں مکرر یہی رہی
ماتم کی دستکوں میں مؤثر یہی رہی
غازیؑ کے ہے علم میں منور یہی رہی
نوحے کی ہر صدا میں ہے آوازِ زینبؑ
ماتم کی سرخیوں میں ہے اندازِ زینبؑ

زینبؑ کا ذکر ہی تو سماجِ کلام ہے
خطباتِ زینبؑ میں مزاجِ امام ہے
زینبؑ کا درد ہی تو علاجِ تمام ہے
صلوات کی زمیں میں اناجِ سلام ہے
ہے جسمِ وقت کی یہی روحِ شناوری
یہ ہے وجودِ دین کی وجہِ تناوری

نوری خیال سے ہی نکھرتی ہے زندگی
یوں فکر کے افق سے اُبھرتی ہے زندگی
صبح و مسا جہاں میں سنورتی ہے زندگی
تاریک ملگجوں میں بکھرتی ہے زندگی
تھی ارضِ شام سوچتی رتبہ بڑھا ملا
آتی ہی ہے سواریٔ شبیرؑ برملا

آیا جو دن وصال کا منظر عجیب تھا
بے پردہ بیبیوں پہ بھی سایہ کہیں نہ تھا
زخمی بدن سکینہؑ کا دامن جلا ہوا
نوحہ کناں سناں پہ تھے سبطِ مصطفیٰؐ
بندھا سرِ عباسؑ وہ گھوڑے کے ساتھ تھا
شمرِ لعیں بھی ہاتھ میں کوڑے کے ساتھ تھا

شائستہ زندگی کی علامت حسینؑ ہے
اس دینِ مصطفیٰؐ کی ضمانت حسینؑ ہے
کرتے علیؑ ہیں جس کی حفاظت حسینؑ ہے
ارفع عبادتوں سے عبادت ہے حسینؑ ہے
غم اس کا ہی تو دین ہے دیں کا اصول ہے
بن اس کے زندگی کا قرینہ فضول ہے

زینبؑ ہی قصرِ آبرو کی سربراہ ہے
زینبؑ کی ہی تو گفتگو میں انتباہ ہے
زینبؑ کی جس کو جستجو ہے خیر خواہ ہے
زینبؑ کی ہی تو آرزو ہی سدِ راہ ہے
اے بے مثال طاقت و قدرت حسینؑ کی
دشتِ بلا میں عین ضرورت حسینؑ کی

فخرِ النسا یہی ہے یہی آیت مبیں
اس سے رہی دراز ہے سب قامتِ یقیں
یہ میرِ کاروانِ امامت کی ہے جبیں
ہے تاجدارِ فخرِ رسالت کی یہ امیں
اے جرأتِ سعید و سعادت حسینؑ کی
اے قدرتِ مفید و قیادت حسینؑ کی

اے فاطمہؑ کی قوتِ تقریر کا بھرم
اے بے مثال آیۂ تطہیر کا بھرم
اے مصحفِ کتاب کی تحریر کا بھرم
دستِ خدا کی طاقت و شمشیر کا بھرم
اے نکتۂ وجودِ حقیقت سلام ہو
اے کعبۂ وجودِ عقیدت سلام ہو

اے وجہِ افتخارِ زیارت سلام ہو
آیاتِ کشوری کی امارت سلام ہو
فرمانِ مصطفیٰ کی عبارت سلام ہو
اے کعبہ و حرم کی عمارت سلام ہو
ابنِ علیؑ کی جرأت و صولت سلام ہو
ہاں اے خدا کی جلوت و قدرت سلام ہو

اے تشنہ کام بنتِ پیمبر سلام ہو
اے پنجتن کا اسمِ مکرّر سلام ہو
اے روزِ حشر باعثِ محشر سلام ہو
اے حصہ دارِ ساقیِ کوثر سلام ہو
اے سبطِ مصطفیٰ کی بصارت سلام ہو
اے دینِ مرتضیٰ کی عمارت سلام ہو

اے مرکزِ نگاہِ صعوبت سلام ہو
اے رنجشِ رواجِ حکومت سلام ہو
اے قاتلِ مزاجِ رعونت سلام ہو
اے قدرتِ خدا کی ضرورت سلام ہو
تجھ پہ سلام دخترِ حیدرؑ سلام ہو
تجھ پہ سلام خواہرِ شبرؑ سلام ہو

اے کعبۂ علیؑ کی حفاظت سلام ہو
اے غیضۂ علیؑ کی شجاعت سلام ہو
اے لہجۂ علیؑ کی خطابت سلام ہو
اے غلبۂ علیؑ کی شباہت سلام ہو
تجھ پہ سلام دخترِ مظلوم ہو ابھی
تجھ پہ سلام مادرِ معصوم ہو ابھی

اے زیورِ ضیائے مجسم سلام ہو
اے چہرۂ فضائے محرّم سلام ہو
اے نقطۂ دعائے منظّم سلام ہو
اے لحۂ نوائے مکرّم سلام ہو
تجھ پر سلام عالمی شہرت سلام ہو
تجھ پر سلام باطنی برکت سلام ہو

* * *

نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے؟

حسینؑ الغیب کی ندا ہے
حسینؑ معصوم عن الخطا ہے
حسینؑ محفوظ اک دعا ہے
حسینؑ مخصوص رب ہوا ہے
یہی امامِ امر ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

شعور و وجدان کے یہ دھاگے
بنے ہیں اس کی نظر کے آگے
مباہلہ میں یہ ہوش جاگے
علی ہیں پیچھے حسینؑ آگے
یہ پنجتن کا بھی آسرا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

بتولِ عذرا کی یہ دعا ہے
یہی تو حیدرؑ ہے مصطفیٰؐ ہے
اسی پہ نازاں وہ مجتبیٰؑ ہے
یہ عصمتوں کا بھی سلسلہ ہے
حسینؑ خالق کا رابطہ ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ بے مثل ہے حسیں ہے
حسینؑ ایمان کا امیں ہے
حسینؑ صلوٰۃ کا مکیں ہے
ولا کی خاتمؑ کا یہ نگیں ہے
حسینؑ سے ہی ملا خدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ احمدؐ کی سرفرازی
حسینؑ زہراؑ کی دلگدازی
حسینؑ حیدرؑ حسنؑ و غازیؑ
حسینؑ نکتۂ ارتکازی
حسینؑ محورِ کل ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

مباہلہ میں یہی ملا ہے
کہ سب سے آگے یہی رہا ہے
نبی کے بازو پہ جو اٹھا ہے
خدا کا پرچم بنا ہوا ہے
یہ رہبروں کا بھی رہنما ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ اسلام کا بھرم ہے
حسینؑ ایمان کا علم ہے
حسینؑ پیمان ہے قسم ہے
حسینؑ اللہ کا کرم ہے
حسینؑ بخشش کا راستہ ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ لہجوں میں بولیوں میں
حسینؑ لفظوں کی ٹولیوں میں
حسینؑ قرآں کی جھولیوں میں
حسینؑ قرأت کی لوریوں میں
حسینؑ آیات کی ثناء ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ وصفِ الٰہ اثر میں
حسینؑ ظلِ الٰہ گھر میں
حسینؑ خیرِ الٰہ شر میں
حسینؑ امنِ الٰہ ڈر میں
حسینؑ کتنا وسیع ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ اوّل کی سطوتوں میں
حسینؑ آخر کی برکتوں میں
حسینؑ تیرہ کی شوکتوں میں
حسینؑ اللہ کی عظمتوں میں
حسینؑ توحید کی بقا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ گھر ہے قیادتوں کا
حسینؑ زر ہے شفاعتوں کا
حسینؑ در ہے امامتوں کا
حسینؑ سر ہے شرافتوں کا
حسینؑ مقصودِ انبیا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ مقصد عنایتوں کا
حسینؑ دافع شکایتوں کا
حسینؑ مطلوب آیتوں کا
حسینؑ بندھن ولایتوں کا
حسینؑ ہی حُسنِ کبریا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ اعجاز کا شجر ہے
حسینؑ اکرام کا ثمر ہے
حسینؑ آغاز کا اثر ہے
حسینؑ انجام کی خبر ہے
حسینؑ ملکِ خدا رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ زم زم کی ہے شفا میں
حسینؑ کربل کی ہے فضا میں
حسینؑ کعبہ صفت خلا میں
حسینؑ مشکل کشا ندا میں
حسینؑ ہر چیز پر رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ جنت کے مالکوں میں
حسینؑ حق کی لطافتوں میں
حسینؑ ایماں کی طاقتوں میں
حسینؑ قدرت کے قافلوں میں
حسینؑ خود قدرتِ خدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ دارالشفا اماں کا
حسینؑ فکر و سخن اذاں کا
حسینؑ قائد ہوا جہاں کا
حسینؑ کھلتا چمن بیاں کا
حسینؑ رحمت کی انتہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ پرتو علیؑ ولی کا
حسینؑ جلوہ ہوا نبیؐ کا
حسینؑ شہرہ ہوا جلی کا
حسینؑ ملجا ہوا سبھی کا
حسینؑ ہی خازنِ خدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ احساس کی جبیں ہے
حسینؑ انداز بالیقیں ہے
حسینؑ میزانِ کلِ دیں ہے
حسینؑ سردارِ عالمیں ہے
حسینؑ کی حب دُرِ شفا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ الحمد کی زباں میں
حسینؑ یٰسین کے بیاں میں
حسینؑ والناس کی اذاں میں
حسینؑ قرآن کے جہاں میں
حسینؑ اللہ کی عطا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ کی کل پہ حکمرانی
حسینؑ کا ذکر جاودانی
حسینؑ محشر کی میزبانی
حسینؑ اللہ کی نشانی
حسینؑ جنت ہی بانٹتا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ دروازۂ بقا ہے
حسینؑ شیرازۂ دعا ہے
حسینؑ ہی غازۂ حیا ہے
حسینؑ آوازۂ خدا ہے
حسینؑ مذہب کا مدعا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ آغازِ ابتدائی
حسینؑ انجامِ انتہائی
حسینؑ معراجِ خودنگاہی
حسینؑ تنہائی بے نوائی
حسینؑ ہی قائدِ وفا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ توقیر کی بڑائی
حسینؑ تطہیر کی ثنائی
حسینؑ حُسنِ حسنؑ نمائی
حسینؑ اللہ کی رسائی
حسینؑ ہی سایہ خدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ پیغام آسمانی
حسینؑ انعام جاودانی
حسینؑ اکرام لامکانی
حسینؑ انجام کامرانی
حسینؑ ہی مطمئن رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ انمول حکمرانی
حسینؑ پُرخون ضوفشانی
حسینؑ نیزے پہ گلفشانی
حسینؑ مظلوم کی روانی
حسینؑ بے جرم بے خطا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ قاسمؑ کی گل فشانی
حسینؑ اکبرؑ کی ہے جوانی
حسینؑ غازیؑ کی پاسبانی
حسینؑ زینبؑ کی نگہبانی
حسینؑ صغریٰؑ کی ہر بکا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ منظور رہنمائی
حسینؑ مشہور مرتضائی
حسینؑ مخصوص مصطفائی
حسینؑ موصوف کبریائی
حسینؑ کرّار کی دعا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

خدا کے موزوں سخن کی صورت
امامتوں کے چمن کی صورت
نبوتوں کے گگن کی صورت
شریعتوں کی لگن کی صورت
حسینؑ ہر دم چمک رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ رب کا کلام اعظم
ہے زورِ قدرت نظام اعظم
کتاب ناطق پیام اعظم
بقائے عظمیٰ دوام اعظم
دعائے اکبر کی یہ دعا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ پیاسوں کی ہے کہانی
حسینؑ ہے بھوک ناگہانی
حسینؑ غربت کی ہے روانی
حسینؑ مظلومیت کا بانی
حسینؑ ہر ظلم سہہ گیا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ تسبیحِ انس و جاں ہے
حسینؑ تقریرِ کن فکاں ہے
حسینؑ توقیرِ لازماں ہے
حسینؑ تصویرِ لامکاں ہے
حسینؑ بے مثل ہی رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ تک ہو کہاں رسائی
حسینؑ مریمؑ کی پارسائی
حسینؑ کو فاطمہؑ جو لائی
حسینؑ زینبؑ کا ہے جو بھائی
حریمِ عرشِ خدا رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

امام اعظم خدا شناور
اسی نے مذہب کیا اُجاگر
کوئی بھی اس کے نہیں برابر
یہی ہے اللہ کا دِلاور
حسینؑ پر ختم انتہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ اوّل حسینؑ آخر
حسینؑ حاضر حسینؑ ناظر
حسینؑ نصرت حسینؑ ناصر
حسینؑ اطہر حسینؑ طاہر
حسینؑ محبوبِ کبریا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

یہی مشیت کی زندگی ہے
یہی تو قدرت کی روشنی ہے
یہی تو عظمت کی بندگی ہے
یہی تو رفعت کی تازگی ہے
حسینؑ ہی ہیبتِ خدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ مومن کی آرزو ہے
حسینؑ اشکوں کی آبرو ہے
حسینؑ ماتم کی جستجو ہے
حسینؑ نوحے کی آبجو ہے
حسینؑ پیاسا امر ہوا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ احمدؐ کی ہے نشانی
حسینؑ حیدرؑ کی ہے جوانی
حسینؑ زہراؑ کی شادمانی
حسینؑ خالق کی مہربانی
حسینؑ قائمؑ کا آسرا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ اولیٰ حسینؑ اعلیٰ
حسینؑ ملجا حسینؑ ماوا
حسینؑ مولا حسینؑ آقا
حسینؑ ساون حسینؑ برکھا
حسینؑ اللہ کی عطا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ قلبِ نماز میں ہے
حسینؑ روزے کے ناز میں ہے
حسینؑ حج کے جواز میں ہے
حسینؑ دیں کے فراز میں ہے
حسینؑ عقلوں سے ماورا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ دیں کا اصول محکم
ہے پنجتن میں شمول محکم
ہے وحی رب کا نزول محکم
حسینؑ دل کو قبول محکم
حسینؑ توقیر والصّفا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

یہی ہے کشتیِ دیں یہی ہے
یہی امامِ مبیں یہی ہے
یہی ہے رازِ حسیں یہی ہے
یہی ہے روشن جبیں یہی ہے
یہی تو مذہب کا پیشوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ مظہر ہوا عجب کا
یہی مسبب ہے ہر سبب کا
یہی ہے مطلوب ہر طلب کا
یہی ہے راحم بڑے غضب کا
حسینؑ ہی رازِ کبریا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

یہ ح ہے حمدِ خدا خدارا
یہ س مخلوق کا سہارا
ہے ی سے یعسوب دیں ہمارا
تو ن نورِ مبیں ہے سارا
حسینؑ مطلوب کل ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ مسجد میں ہے اذاں میں
حسینؑ سجدے کے ہر بیاں میں
حسینؑ آیات کی زباں میں
حسینؑ لفظوں کی کہکشاں میں
حسینؑ قرآں کا مدعا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ کفار کی قضا ہے
حسینؑ مومن کی ہر دعا ہے
طواف کعبہ بھی کر رہا ہے
حسینؑ پوجا کا بادشاہ ہے
یہی تو حکمِ خدا ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

دلوں کا سارا سرور ہے یہ
نگاہ میری کا نور ہے یہ
نبیؐ علیؑ کا غرور ہے یہ
جہاں خدا ہے ضرور ہے یہ
یہ فاطمہؑ کی سنی صدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

شجاعتوں کا وفور پیہم
امامتوں کا غرور پیہم
رسالتوں کا شعور پیہم
صداقتوں کا نشور پیہم
حسینؑ معراج حق ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ گلزار باغِ ربی
حسینؑ فکر و دماغ ربی
حسینؑ نور و چراغ ربی
حسینؑ راز و سراغ ربی
حسینؑ رب کا نشاں ہوا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ حمد و ثنا کا پیکر
حسینؑ صبر و رضا کا پیکر
حسینؑ شرم و حیا کا پیکر
حسینؑ جود و سخاء کا پیکر
حسینؑ دروازہ عطا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

نبوتوں کو قبول ہے یہ
رسالتوں کا نزول ہے یہ
امامتوں کا حصول ہے یہ
اصولِ دیں کا اصول ہے یہ
خدا سے ہوتا نہیں جدا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

میں رو رہا ہوں ثواب لے کر
یہ آنسوؤں کے گلاب لے کر
قلم ہے لکھتا نصاب لے کر
محبتوں کے حجاب لے کر
ہر ایک کاغذ یہ کہہ رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ عالم علیم بھی ہے
حسینؑ نورِ قدیم بھی ہے
حسینؑ لطفِ کریم بھی ہے
حسینؑ خود ہی رحیم بھی ہے
حسینؑ رب کی عطا رہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ ضامن حسینؑ مامن
حسینؑ مومن حسینؑ محسن
حسینؑ ممکن حسینؑ ساکن
حسینؑ باطن حسینؑ خازن
حسینؑ مطلوب رہنما ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

اسی کا خطبہ عجیب تر ہے
اسی کا جذبہ عجیب تر ہے
اسی کا قصہ عجیب تر ہے
اسی کا رتبہ عجیب تر ہے
حسینؑ پرجوش ولولہ ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

اسی کی گفتار دلنش ہے
اسی کا کردار آفریں ہے
اسی کا انکار آتشیں ہے
اسی کا اقرار بہتریں ہے
حسینؑ بے مثل بے بہا ہے
نہ سوچو لوگ حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ سورج حسینؑ سایہ
حسینؑ بادل حسینؑ برکھا
حسینؑ خشکی حسینؑ دریا
حسینؑ کونپل حسینؑ بروا
حسینؑ دنیا کا دیوتا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ تنزیل والقلم ہے
حسینؑ والنور کا حرم ہے
حسینؑ والّیل کا کرم ہے
حسینؑ والشمس کا بھرم ہے
حسینؑ رحمٰن کی قبا ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

حسینؑ محور نظر نظر کا
حسینؑ رازق بشر بشر کا
حسینؑ خالق ثمر ثمر کا
حسینؑ باعث اثر اثر کا
حسینؑ ہی طور الشفاء ہے
نہ سوچو لوگو حسینؑ کیا ہے
حسینؑ احسانِ کبریا ہے

* * *

جنگِ امامِ حسین علیہ السلام

وہ دل میں درد جھیل کر تھا سامنے ڈٹا ہوا
تھا دشمنوں کے سامنے سجا ہوا کھڑا ہوا
عَلَم اٹھا کے ہاتھ میں فرس پہ تھا جما ہوا
علیؑ کا لال تھا وہاں جہاد پر تلا ہوا
رسول کے وقار میں جلال پیکری ملا
جہاں میں اس طرح نہ پھر جواں ملا جری ملا

لباں گرد گرد تھا رُخ حسیں بھی زرد تھا
وہ لاکھ فوجیوں کے سامنے ڈٹا جو مرد تھا
تھی تیغ بھی شرر فشاں وہ مائلِ نبرد تھا
ڈرا جو فرد فرد تھا دل و جگر کو درد تھا
سبھی کے حلق خشک تھے سبھی شکم بھرے ہوئے
تھے اسلحوں کے سائے میں مگر سبھی ڈرے ہوئے

اٹھا کے ذوالفقار جب بڑھے تو فوج ہٹ گئی
پھری نظر جو اک طرف تو فوج بھی سمٹ گئی
چمک وہ ذوالفقار کی تھی حوصلے پلٹ گئی
لپک کے آگئی اگر تو روح کو جھپٹ گئی
پرا پرا پھٹا ہوا کٹا ہوا گھٹا ہوا
وہ چھاؤنی تباہ تھی وہ سلسلہ بٹا ہوا

تھی سیل زور شور کی نہ ایک پل گھٹی ملی
وہ لشکروں کو راہ میں جگہ جگہ کھڑی ملی
بڑھی ملی ہٹی ملی جھکی ملی اٹھی ملی
پرا پرا جدھر پھرا وہ تیغ سر چڑھی ملی
سپر سپر کو کاٹ کر زرہ کو کاٹ کر گئی
بشر بشر کو کاٹ کر لہو کو چاٹ کر گئی

وہ ہاتھ بے مثال ہے لڑے کوئی مجال ہے
وہ تیغ پُر جلال ہے بچے کوئی محال ہے
وہ دیتی خوں اچھال ہے کہ خون سب حلال ہے
وہ فوج پر وبال ہے بشر بشر نڈھال ہے
کہاں کو بھاگتا کوئی نظر نظر حسینؑ ہے
جدھر جدھر مڑے سبھی اُدھر اُدھر حسینؑ ہے

وہ تیغ تھی شرر فشاں کہ کوندتی تھیں بجلیاں
جگہ جگہ ہوئی فغاں کہ موت کی تھیں آندھیاں
اجڑ گئے تھے خانداں جلے ہوئے تھے آشیاں
وہ کس طرح کی تھی خزاں کہ مارتی تھی باغباں
وہ تیغ چل پڑی جدھر اجاڑتی تھی بستیاں
یہ ہر طرف سے شور تھا اماں اماں اماں اماں

حسینؑ انتہا ہوئی یہ ہم سے ابتلا ہوئی
قبول کر رہے ہیں ہم خطا ہوئی خطا ہوئی
کہ لالچوں کے ہاتھ سے ہے آبرو فنا ہوئی
ملائے شر سے ہاتھ ہیں تو خیر ہے جدا ہوئی
غلط اگر نظر اٹھے تو آنکھ تک نکال دو
یا ہر بدن کے جال سے یہ روح تک اُچھال دو

یہ شور تھا کہ شیر ہے فرس ہے یا غزال ہے
غضب کی ہے لپک جھپک تڑپ وہ بے مثال ہے
بھنور میں آگئے سبھی کہ فوج پر زوال ہے
جنوب کی جو فوج تھی وہ جانبِ شمال ہے
دھکیلتا ہے لشکروں کو اس طرح جنون سے
کہ چل رہی ہیں آندھیاں سی موت کے ستون سے

غضب کی بھوک پیاس میں وہ لب بھی تھے پھٹے ہوئے
تمازتِ عطش سے تھے وہ ہونٹ بھی کٹے ہوئے
وہ خوں میں تر لباس تھا وہ بال تھے اٹے ہوئے
عرق عرق حسینؑ تھے مگر تھے پھر ڈٹے ہوئے
پکارتی تھی فوج بھی کہ ہم پہ موت چھا گئی
ہے کشتیِ حیات بھی بھنور میں اب کے آ گئی

……

السّلام

اے روضۂ حسینؑ کی معمار السلام
اے پیکرِ حسینؑ کی دستار السلام
اے لشکرِ حسینؑ کی سالار السلام
اے ماتمِ حسینؑ کی جھنکار السلام
اے فاطمہؑ کے نور کی تنویر السلام
اے بے پلان اونٹ پہ تطہیر السلام

اے محورِ سیارۂ تقدیر السلام
اے آبروئے عزت و توقیر السلام
اے باحیات دین کی تدبیر السلام
اے منفعت کے خواب کی تعبیر السلام
اے بے کسی کے ہاتھ کی طاقت سلام ہو
اے بے بسی کے ساتھ کی طاقت سلام ہو

اے ہر نبیؐ کی وارثِ پیغام السلام
اے کلِ دین و نکتۂ اسلام السلام
اے ہر کسی پہ باعثِ اکرام السلام
اے دافعِ مصائب و آلام السلام
جھیلے ہیں تو نے ظلم کے طوفان السلام
پورے کئے ہیں دین کے ارمان السلام

آوازِ دوستی کی فضا ہے گلی گلی
شہبازِ بے کسی کی دعا ہے گلی گلی
اندازِ زینبؑ کی ادا ہے گلی گلی
آغازِ سرمدی کی عزا ہے گلی گلی
ہر درد کی حیات کی قاتل تجھے سلام
ہر اک خوشی کی بات کی حامل تجھے سلام

معصومیت کے نام کی روشن دلیلِ دل
مظلومیت کے ہاتھ سے چھتی سبیل دل
موزونیت کے ساتھ میں پلتی اپیل دل
محرومیت کی روح کا آنگن فصیل ۔ دل
اے جانِ مرتضیٰؑ کی عبادت کی راہ رو
اے سبطِ مصطفیٰؐ کی شہادت کی راہ رو

اے کربلا میں گونجتی تکبیر السلام
اے ظلم کی دیوار پہ تصویر السلام
اے قرأتِ حسینؑ کی تاثیر السلام
اے نورِ کردگار کی تنویر السلام
اے شخصیت کے حال میں سمٹی شکن سلام
اے تعزیت کے جال میں لپٹی کرن سلام

حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام

کردیا رب نے ہی قائم خاص کر ان کا ہی نام
وقت کی دیوار پر ہے مشتہر ان کا ہی نام

بخششوں کی ہے دلیلِ معتبر ان کا ہی نام
کر گیا سارے گنہ یہ منتشر ان کا ہی نام

باعثِ لطف وکرم ہے دافعِ کل ۔ بلا
لے رہے جن وبشر ہیں خاص کر ان کا ہی نام

اک خزانہ تھا خدا اور نورِ واحد ان کا تھا
رونقِ بزمِ جلی تھا بیشتر ان کا ہی نام

کیا غمِ دنیا وعقبیٰ ؟ کیا غمِ حمد وثناء
ذکر کے دھارے میں ہوگر ہمسفر ان کا ہی نام

ہوگئے نظروں سے پوشیدہ امامِ عصر جو
لے رہے سرداب میں ہیں نامور ان کا ہی نام

کس قدر خوش ہیں محمدؐ کس قدر خوش ہیں علیؑ
باعثِ فخرِ خدا ہے خاص کر ان کا ہی نام

مل گئی جنت اسے جو کر گیا ان کی ثنا
لے رہا عمرانؔ ہوں بارِدِگر ان کا ہی نام

* * *

عیدِ غدیر

سامان ہورہا ہے یہ جشنِ غدیر کا
تختِ ثنا پہ آیا مقدر امیرؑ کا

پکڑا نبیؐ نے ہاتھ ہے اپنے وزیر کا
رتبہ بڑا ہوا ہے ولایت سریر کا

چمکا ہوا ہے نور جو بدرِ منیر کا
روشن جہان ہوگیا ربِ قدیر کا

بولے کہ جس کا میں ہوا مولا ہوا علیؑ
پُر لطف کس قدر سخن ہے دل پذیر کا

اترے سما سے حرف ہیں بہ صورت ملک
کاغذ مرا یہ بن گیا پرتو غدیر کا

لپٹی ہوا کے ہاتھ سے خوشبو بھلی بھلی
پھیلا ہوا ہے ہاتھ جو ابر مطیر کا

سن کر نبی سے کہہ گیا ہر دم علیؑ علی
نعرہ سنا رہا ہوں میں اپنے ضمیر کا

قابض رہا امامِ مبیں ہی جہان پہ
رتبہ بہت بڑا ہے نبی کے وزیر کا

بنتے اسی کے در کے بھکاری رہے سبھی
ہاں دادرس یہی ہے یتیم و اسیر کا

دشمن کے دل میں تیر لگا تھا غدیر میں
دل میں ہرا ہے زخم وہ ابتک ہی تیر کا

خیبر کا در اکھاڑا ہے انگلی کے ساتھ ہی
لقمہ رہے تھے کھاتے جو نانِ شعیر کا

چمکی رہی زمین امامت کے نور سے
عرشِ خدا پہ نور ہے مہرِ منیر کا

جامِ ولا حضورؐ نے مجھ کو دیا پلا
شیریں بہت ہے ذائقہ آب کثیر کا

عمرانؔ کہہ رہا ہوں قلم کی زبان سے
جوہر مرے ہے ہاتھ میں دستِ خمیر کا

سلام

مضمون سے اٹھی ہے عمارت حسینؑ کی
الفاظ کر رہے ہیں زیارت حسینؑ کی

دنیا کو دے رہا ہوں شہادت حسینؑ کی
عمرانؔ کر رہا ہوں اطاعت حسینؑ کی

اک اشک میں چھپی ہے وہ جنت تمام تر
آنسو کی وسعتیں ہیں ریاست حسینؑ کی

بے گھر کہاں ہے سیّدِ لولاک دیکھ لو
ہر ایک شعر میں ہے عمارت حسینؑ کی

کتنا طویل تر ہے یہ رقبہ امام کا
عرشِ بریں ہے ایک ریاست حسینؑ کی

مولا حسینؑ دیکھے شبیہہ رسولؐ ہیں
یا ہے نبی نے دیکھی شباہت حسینؑ کی

ہلتا ہے اس کے نام سے عرشِ برین تک
پھیلی کہاں کہاں ہے شجاعت حسینؑ کی

جھولا حسینؑ کا وہ جھلاتا تھا اس لئے
جبریلؑ چاہتا تھا قرابت حسینؑ کی

ہر ایک چیز پر ہے تصرف امام کا
دیکھو کہاں تلک ہے امامت حسینؑ کی

سانسیں بھلی بھلی ہیں تو آزاد ہے نفس
ارواح میں رہی ہے لطافت حسینؑ کی

مخفی خدا نے کردیا قائمؑ حسینؑ کا
اللہ نے بچائی امانت حسینؑ کی

آندھی چلی تو جسم کی پتیاں بکھر گئیں
ہر پھول میں رہی ہے نزاکت حسینؑ کی

عیسیٰؑ پڑھیں نماز وہ پیچھے امام کے
قائمؑ کی شکل میں ہے قیادت حسینؑ کی

عمرانؔ ہے قلم پہ جو دستِ شفا رہا
ہر شعر کر رہا ہے عبادت حسینؑ کی

◆ …… ◆ …… ◆

امام حسین علیہ السلام

حسینؑ حُسنِ دلاوری ہے　　حسینؑ بختِ شناوری ہے
حسینؑ اوّل کلام رب کا　　حسینؑ احساس آخری ہے
حسینؑ بازو امامتوں کا　　حسینؑ دستِ تونگری ہے
حسینؑ زہراؑ کی ہر دعا میں　　حسینؑ آنکھوں کی روشنی ہے
حسینؑ حلمِ حسنؑ کی خوشبو　　حسینؑ گلدستۂ وصی ہے
حسینؑ بیٹا رسولؐ کا ہے　　حسینؑ سے ہی تو برتری ہے
حسینؑ توحید کی علامت　　حسینؑ اللہ کی خوشی ہے
حسینؑ یزداں کا نور سالم　　حسینؑ ذیشان سروری ہے
حسینؑ ایمان کا تبسم　　حسینؑ چہرے کی دلکشی ہے
حسینؑ رہبر مشیتوں کا　　حسینؑ لہجے کی روشنی ہے
حسینؑ تنہا مصیبتوں میں　　حسینؑ خاموش رہبری ہے
حسینؑ آلام کا مقدر　　حسینؑ مظلوم سروری ہے
حسینؑ فکر و سخن کا پیکر　　حسینؑ جذبات کا دھنی ہے

حسینؑ آغاز "کن فکاں" کا حسینؑ کا نام ہر گلی ہے
حسینؑ ماتم کی ہر ادا میں حسینؑ نوحے کی نغمگی ہے
حسینؑ سب کچھ لٹا گیا ہے حسینؑ کتنا بڑا سخی ہے
حسینؑ کاوش شرافتوں کی حسینؑ کردار کی خوشی ہے
حسینؑ ہے آنکھ "ھل اتیٰ" کی حسینؑ "والفجر" کی ہنسی ہے
حسینؑ بادل ہے رحمتوں کا حسینؑ برسا گلی گلی ہے
حسینؑ قرآن کا قصیدہ حسینؑ کی حمد ذاکری ہے
حسینؑ معراج کی بلندی حسینؑ ہی سے بچی رہی ہے
حسینؑ ماتم کے گلشنوں میں حسینؑ نوحے کی ہر کلی ہے
حسینؑ جذبات کا سمندر حسینؑ کا نام ہی خودی ہے
حسینؑ افکار کی بلندی حسینؑ امکانِ آشتی ہے
حسینؑ نازل تفکروں میں حسینؑ الہام کی کلی ہے
حسینؑ جنت ہے بخش دیتا حسینؑ اللہ کا ولی ہے
کرم یہ عمرانؔ ہے اسی کا حسینؑ کا ذکر ہر گھڑی ہے

* * *

قطعات

ہے خدا کرتا ثنا اس جذبۂ بے باک پر
کر رہا صلوٰت کی بارش ہے اسمِ پاک پر
کربلا کی خاک جو ہے ہمسرِ عرشِ خدا
لکھ لیا ہے اسم تیرا اس بدن کی خاک پر

* * *

چشمۂ فیض ان کا فراوانیوں میں ہے
ایمان تب سے نور کی تابانیوں میں ہے
عباسؑ جب سے ہٹ گئے پانی کو پھینک کر
کوثر کی نہر تب سے ہی جولانیوں میں ہے

* * *

گریہ یہ سب جواں ہوا اسمِ حسینؑ پر
نوحہ کناں بیاں ہوا اسمِ حسینؑ پر
کاغذ کی کربلا پہ ہیں خیمے جلے ہوئے
خونِ قلم رواں ہوا اسمِ حسینؑ پر

* * *

امن و سکوں کا دہر سے موسم نکل گیا
اپنے وطن سے درد بھی پُرغم نکل گیا
لب سے لیا جو نام ہے آقا حسینؑ کا
منہ کے مکاں سے آہ کا پرچم نکل گیا

* * *

چمکا ہوا ہے دل میں نگینہ حسینؑ کا
خونِ بدن ہے سارا سفینہ حسینؑ کا
سانسوں کے اس علم کو ہے تھاما حسینؑ نے
شہرِ خرد ہے شہرِ مدینہ حسینؑ کا

* * *

سطرو سنبھل رہو کہ جمالِ حسینؑ ہے
کاغذ چمک رہو کہ جلالِ حسینؑ ہے
الفاظ ہوشیار تقدس ہو روبرو
چلتا قلم کے ساتھ کمالِ حسینؑ ہے

* * *

مال و متاع وجان بھی اپنی لٹا گیا
وہ کربلا کا سارا زمانہ بڑھا گیا
زندہ خدا کے نام کو رکھا ابد تلک
شبیرؑ کربلا میں ہے سجدہ سجا گیا

* * *

اللہ کے کرم کی نشانی دکھائی دے
شانِ علیؑ ازل سے سہانی دکھائی دے
نسخہ عجب رہا ہے یہ مومن کے ہاتھ میں
جاتے ہی واں لحد میں جوانی دکھائی دے

* * *

شبیرؑ کی ہے پیاس نے رونا سکھا دیا
داغِ گنہ جہان میں دھونا سکھا دیا
آنکھیں ہوئی ہیں ضامنِ بخشش جہان میں
رہ کر سکوں کے ساتھ ہی سونا سکھا دیا

* * *

راہِ خدا ہیں صاحبِ اسرار ہیں حسینؑ
دینِ خدا کے مالک و مختار ہیں حسینؑ
دوزخ ہے دشمنانِ محمدؐ کے واسطے
جنت انہی کی مِلک ہے سردار ہیں حسینؑ

* * *

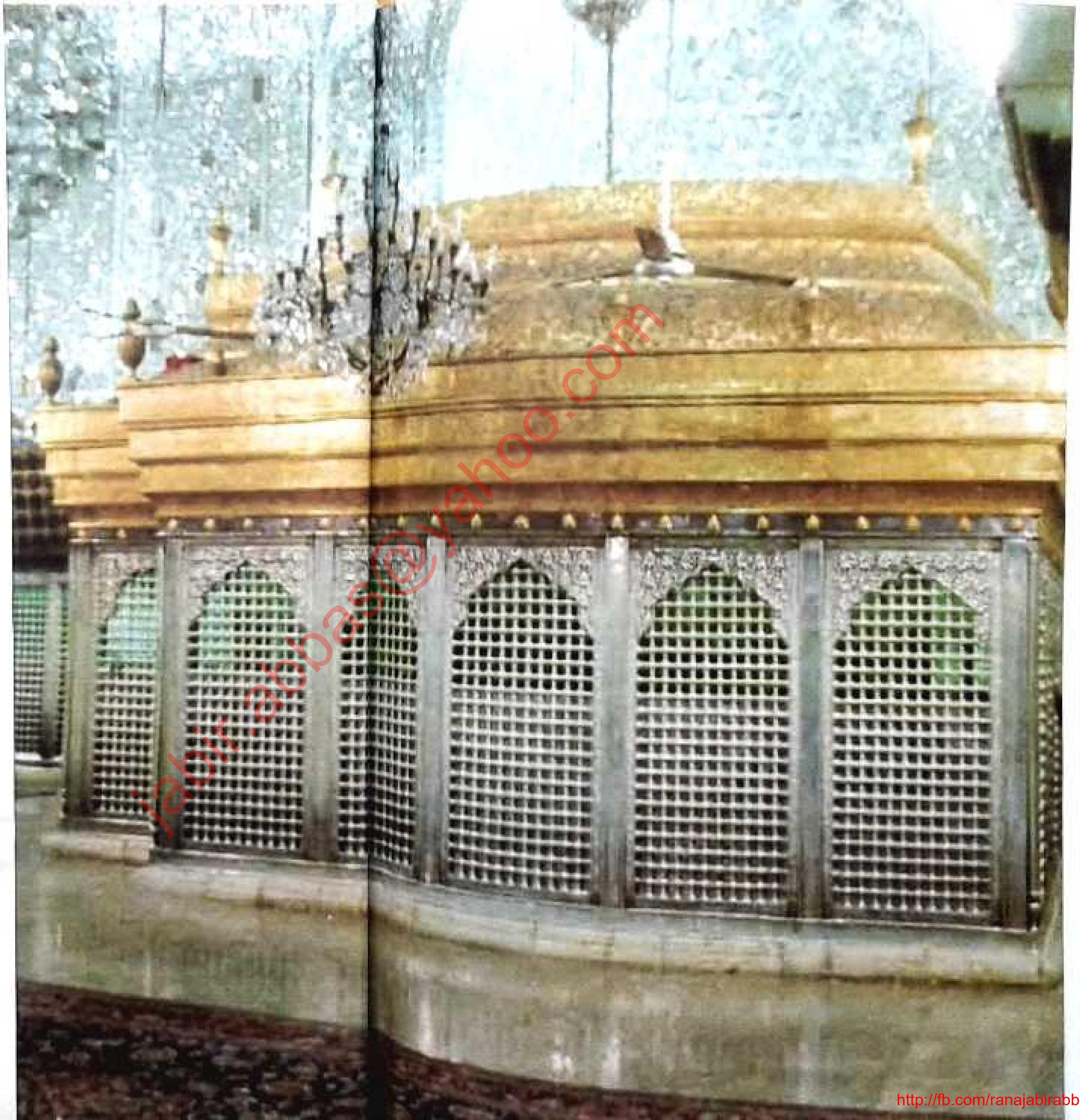

0300-6302626

تصانیف سید محمد حیدر گردیزی

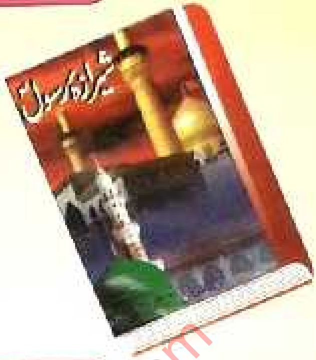

تصانیف سید عمران حیدر گردیزی

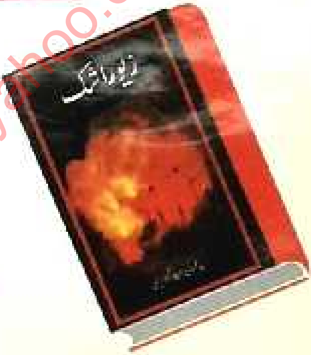

Designing Printing at Alkitab Graphics Multan-0321-6345534
E.mail.- alkitabgraphics1@gmail.com